عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوت
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

حضرت مجزاہ بن ثور سدوسی رحمہ اللہ

جلد: ۴۲ | ۱۷ تا ۲۴ شوال المکرّم ۱۴۴۴ھ مطابق ۸ تا ۱۵ مئی ۲۰۲۳ء | شمارہ: ۱۸

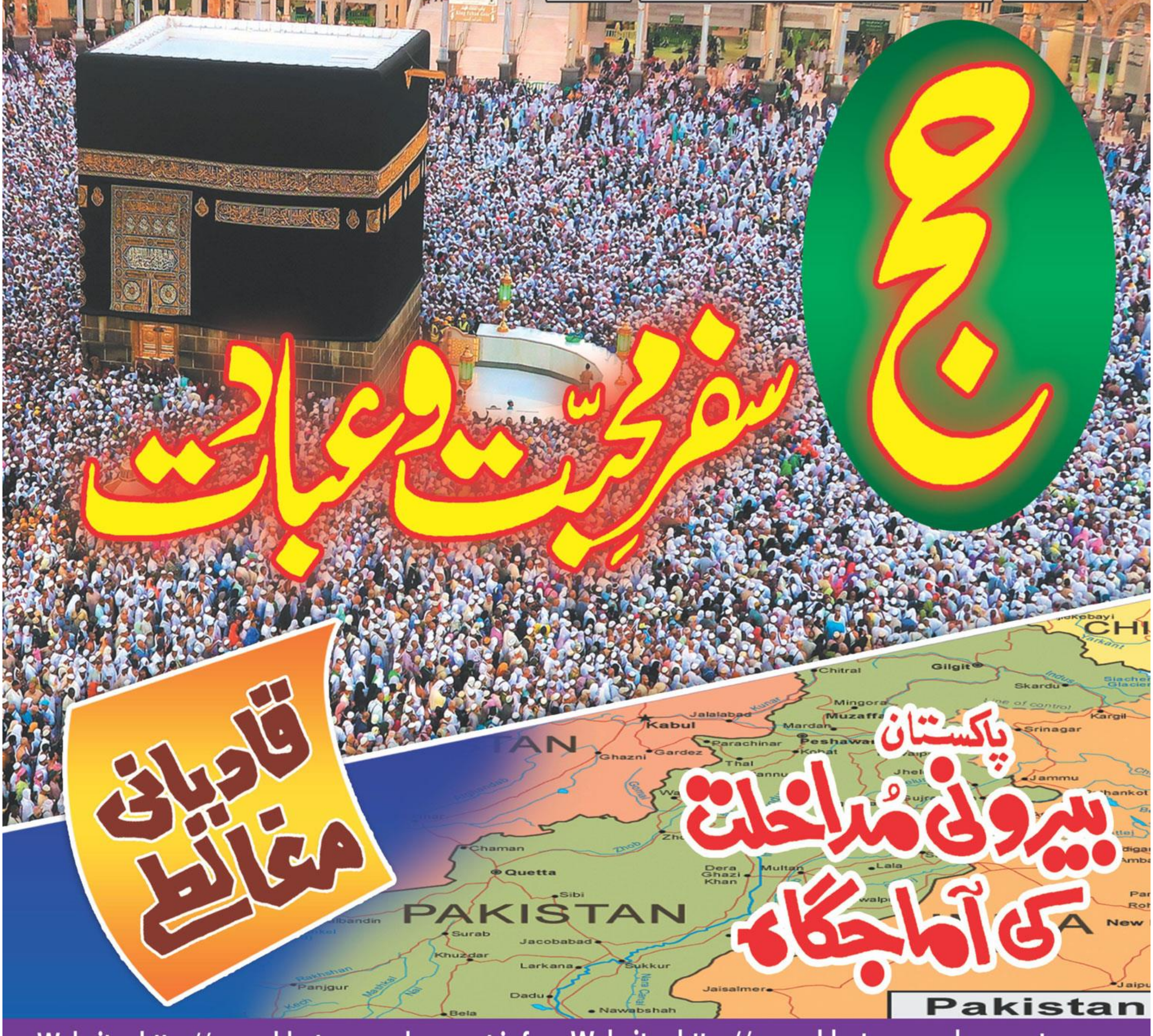

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

بیس تراویح کا ثبوت

س:...... میں بیرون ملک مقیم ہوں، یہاں مساجد میں آٹھ تراویح پڑھائی جاتی ہے اور وہ لوگ بخاری شریف کے حوالہ سے آٹھ رکعات تراویح کی حدیث دکھاتے ہیں، کیا بیس رکعات تراویح حدیث سے ثابت نہیں؟

ج:...... مصنف ابن ابی شیبہ کی درج ذیل حدیث سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیس تراویح پڑھنا ثابت ہے:

’’اخرج ابن ابی شیبہ فی مصنفہ حدثنا یزید ابن ہارون قال اخبر نا ابراھیم عن عثمان عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر واخرجہ الکشی فی مسندہ والبغوی فی معجمہ والطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی سننہ۔‘‘ (التعلیق الحسن، ص:۵۶، ج:۲)

اور اس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع بھی منعقد ہوچکا ہے کہ تراویح کی بیس رکعات ہی ہیں اور اجماع صحابہؓ بھی ہمارے لئے ایک قوی دلیل ہے۔ باقی جن روایات میں آٹھ رکعات یا گیارہ رکعات کا ذکر ہے، ان سے ہمارے نزدیک تہجد کی نماز مراد ہے۔

شوال کے چھ روزے رکھنا

س:...... کیا شوال کے چھ روزے رکھنا مکروہ ہے؟

ج:...... شوال کے چھ روزوں کے متعلق احادیث میں فضیلت وارد ہوئی ہے، اس لئے یہ روزے رکھنا باعثِ فضیلت ہے، مکروہ نہیں ہے۔ شوال کے پورے ماہ میں وقفہ وقفہ سے بھی یہ روزے پورے کئے جاسکتے ہیں اور مسلسل چھ روزے بھی رکھنا صحیح ہے۔

س:..... رمضان المبارک کے ایک روزہ کا فدیہ کتنا ہوگا؟

ج:..... ایک روزہ کا فدیہ کی مقدار ہے پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت۔ قیمت مختلف علاقوں کے اعتبار سے کم زیادہ ہوسکتی ہے، اس لئے اپنے علاقہ کے اعتبار سے اس کی قیمت کا حساب کرکے فدیہ ادا کیا جائے۔ دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ صدقۂ فطر کی مقدار کے برابر ایک روزے کا فدیہ ہے۔

کیا قرض لے کر حج کرنا درست ہے یا نہیں؟

س:..... کیا قرض لے کر حج کرنا درست ہے یا نہیں؟ اگر قرض دینے والا اپنی خوشی سے قرض دے کہ آپ حج کرنے جائیں، میں پیسے دے دیتا ہوں، پھر جب پیسے ہوں دے دینا۔ کیا یہ درست ہوگا؟

ج:..... اگر حج فرض ہے اور قرض مل سکتا ہے تو ضرور لینا چاہئے، اگر فرض نہ بھی ہو تو بھی قرض لے کر حج کرنا جائز ہے، اگر قرض بہ سہولت ادا ہو جانے کی توقع ہو تو قرض لے کر حج عمرہ کرنا صحیح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۲ ۱۷ تا ۲۴ رشوال المکرم ۱۴۴۴ھ، مطابق ۸ تا ۱۵ رمئی ۲۰۲۳ء شمارہ:۱۸

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

پاکستان: بیرونی مداخلت کی آماجگاہ کیوں؟	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
حج..... سفرِ محبت وعبادت	۸	مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	۱۰	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
حضرت مجزاۃ بن ثور سدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۵	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ
قادیانی مغالطے!	۱۸	بیان: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط: ۳۳ (۱۳؁ نبوت کے واقعات)

ف:.....علماء نے کہا ہے کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انصارِ مدینہ کی) تین بیعتیں ہوئیں:

اوّل:.....رجب ۱۱؁ نبوّت میں، اس میں چھ یا آٹھ آدمی مسلمان ہوئے۔

دوم:.....رجب ۱۲؁ نبوّت میں، اس میں بارہ اَفراد اسلام لائے۔

سوم:.....ذی الحجہ ۱۳؁ نبوّت میں، اس میں تہتر مرد اور دو عورتیں اسلام لائیں، یہ عقبات اور حج، رجب میں اس وجہ سے واقع ہوئے کہ کفار کے یہاں نَسِیٔ (مہینوں کو آگے پیچھے کردینے) کا جاہلی دستور تھا۔

ف ۲:.....نبوّت کے بعد جب تیرہ سال پورے ہوئے تو چودھواں سال (مکہ ہی میں) شروع ہوا، اور یہی ہجرت کا پہلا سال تھا کیونکہ اس چودھویں سال میں عقبہ ثالثہ سے کوئی تین مہینے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرّمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی، جیسا کہ ہجرت کی کچھ تفصیل اور اس سال کے دیگر واقعات اس کتاب کے حصۂ دوم کے تیسرے باب میں ۱ھ؁ کے ذیل میں آئیں گے، کازرونی اپنی سیرت میں لکھتے ہیں: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس ۱۴؁ نبوّت میں مکہ سے ہجرت فرمائی۔'' اس سے ظاہر ہوا کہ حافظ ابنِ کثیرؒ نے ''البدایہ والنہایہ'' میں جو ذکر کیا ہے کہ: ''ہجرتِ نبوی تینوں عقبات کے بعد ۱۳؁ نبوّت میں ہوئی'' یہ بظاہر سہو ہے، یا یہ اس پر محمول ہے کہ موصوف نے نبوّت کے پہلے سال کو شمار نہیں کیا، کیونکہ اس سال کی ابتدا محرّم سے ہوتی تھی، جبکہ وحی کا آغاز اس سال کے ماہ ربیع الاوّل یا رمضان سے ہوا تھا، جیسا کہ ۱؁ نبوّت کے ذیل میں گزرا، فَتَدَبَّرْ وَکُنْ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ مِّنْ ذٰلِکَ۔

ناکارہ ترجمہ نگار عرض کرتا ہے کہ غالباً حافظ ابنِ کثیرؒ نے سنِ نبوّت یکم محرّم سے نہیں بلکہ آغازِ وحی سے شروع کیا ہے، وحی کا آغاز صحیح قول کے مطابق ۱۲/ربیع الاوّل کو ہوا اور اس کے ٹھیک تیرہ سال بعد ۱۲/ربیع الاوّل ہی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ پہنچے، اس بنا پر حافظ ابنِ کثیرؒ کا قول نہ سہو پر مبنی ہے، نہ حضرت مصنفؒ کی ذکر کردہ تاویل پر، اگر سنِ نبوّت کو محرّم سے شروع کیا جائے جیسا کہ حضرت مصنفؒ کا رُجحان اسی طرف ہے، تو بلاشبہ ہجرت ۱۴؁ نبوّت میں ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ اختلاف، اِختلافِ اصطلاح پر مبنی ہے، رہا یہ کہ سنِ نبوّت کا آغاز محرّم سے کرنا چاہئے جیسا کہ مصنفؒ کا رُجحان ہے یا آغازِ وحی کی تاریخ سے؟ اس کے لئے اپنے ذوق کو حَکم بنائیے۔ البتہ یہ ناکارہ حضرت مصنفؒ کے الفاظ میں یہ مشورہ دے سکتا ہے کہ ''فتدبر وکن علٰی بصیرۃ من ذٰلک'' اور یہ بحث صرف سنینِ نبوّت قبل از ہجرت میں ہے، ورنہ سنِ ہجری جمہور کے نزدیک دو ڈھائی ماہ قبل یکم محرّم ہی سے شروع ہوتا ہے، جس کی ابتدا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں صحابہ کرامؓ کے مشورے سے ہوئی، البتہ اِمام مالکؒ سنِ ہجری کو ربیع الاوّل ہی سے شروع کرنے کے قائل ہیں، (کمافی البدایہ والنہایہ)۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

پاکستان: بیرونی مداخلت کی آماجگاہ کیوں؟

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

ایک وقت تھا کہ ہمارا ملک معاشی طور پر مستحکم اور ترقی کی منازل طے کر رہا تھا، پھر اچانک اس وقت کے وزیر اعظم کی تبدیلی، اس کے بعد الیکشن میں ایک خاص تکنیک کے ذریعے ایک جماعت کو مصنوعی طریقے پر کرسیِ اقتدار پر براجمان کرانا، اور پھر اس جماعت کی آڑ میں قادیانیوں کی یلغار، اور پس پردہ پاکستان کے کلیدی عہدوں پر ان کے تسلط کی کوششیں، یورپی یونین کے دباؤ پر آسیہ ملعونہ کی رہائی اور بیرونِ ملک اس کو بھیجا جانا، قومی اسمبلی میں اسرائیل کو تسلیم کرنے کی باتیں، آئین سے تحفظِ ناموسِ رسالت کے قانون میں تبدیلی کی کوششیں، ختمِ نبوت کے حلف نامہ کو ختم کرنے کی جسارتیں، اس کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک کو ورلڈ بینک کے کنٹرول میں دینا اور آئی ایم ایف کے ساتھ معاہدوں کی شکست وریخت کے ذریعہ وطن عزیز کی معیشت کو تباہی کے دہانے پر پہنچانا، یہ سب کچھ گزشتہ حکومت کے دور میں ہوا۔ کوئی ایک کام اور پروجیکٹ ایسا نہیں بتایا جاسکتا جو عوامی مفاد کے لیے کیا گیا یا لگایا گیا ہو۔

اب حال یہ ہے کہ قومی اسمبلی میں عدمِ اعتماد کی تحریک کے نتیجے میں وفاقی حکومت ہاتھ سے جانے کے بعد دو اسمبلیاں ایک شخص کی اَنانیت کی بھینٹ چڑھانے کے بعد یہ جماعت کبھی جلسہ کرتی ہے، کبھی ریلیاں نکالتی ہے، کبھی جیل بھرو تحریک چلاتی ہے، اور اب اس جماعت کا کام صرف اپنے قائد کی حفاظت اور جس دن عدالت میں جائیں تو یہ تمام جتھے اپنے قائد کی معیت میں عدالت کے اندر تک جانے کے لیے قانون اور ضابطوں کو روندتے ہوئے عدالتوں کو مرعوب کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور یہ بات بجا طور پر صحیح ہے کہ اگر کوئی مذہبی جماعت یا تنظیم اس کا ایک حصہ بھی ایسا کرتی تو وہ دہشت گرد قرار دی جاچکی ہوتی اور اس پر پابندی لگ چکی ہوتی۔ لیکن اس لاڈلی اور بے راہ رو جماعت کے کارکنان پولیس اور دوسری فورسز پر پتھراؤ، پیٹرول بم اور اداروں کے افسران اور جوانوں کو ڈنڈوں، اینٹوں اور غلیلوں سے لہولہان اور زخمی کرچکے ہیں، اور طرفہ تماشا یہ کہ ہماری عدالتیں جس طرح اس جماعت کو ریلیف اور سہولتیں دے رہی ہیں، ماضی میں کسی اور جماعت کو اس طرح کی سہولتیں دینے کی مثال نہیں ملتی۔

اسی جماعت نے اپنے مفاد اور اقتدار کے لیے اپنے نوجوانوں کے ایک گروہ کو اپنی ریاست، اس کی سالمیت اور ملکی ونظریاتی سرحدوں کی نگہبان فوج کے خلاف کھڑا کردیا۔ آج اسی جماعت کے کارکنوں نے لندن میں بھارتی نژاد وزیر اعظم کے گھر کے سامنے پاک فوج کے خلاف نعرہ بازی کی، اور انہوں نے آرمی چیف جناب حافظ عاصم منیر صاحب کے پوسٹر اُٹھا رکھے تھے، جن پر توہین آمیز ریمارکس درج تھے، ان کے خلاف جو نعرے لگا رہے تھے، وہ سراسر توہینِ مذہب پر مبنی تھے۔

مبینہ طور پر اب ہر عام وخاص کے ذہن اور زبان پر یہ بات آچکی ہے کہ لگ یوں رہا ہے کہ ادارے آپس میں ایک پیج پر نہیں، یہ تمام مناظر

اداروں کی آپس کی لڑائی کے شاخسانے اور پھر ہر ادارے میں ایک واضح تقسیم اور پسند اور ناپسند کی تصویر پیش کر رہے ہیں، جو کہ ایک ریاست اور ملک کے لیے کوئی نیک شگون نہیں۔

بات صرف اندرونِ ملک سیاسی رسہ کشی یا پسند اور ناپسند کی ہوتی تو کسی قدر قابلِ برداشت ہوتی، اب تو حالات یہاں تک پہنچ چکے ہیں کہ بیرونِ ملک میں بیٹھے ہوئے لوگ بھی ہمارے سیاسی معاملات میں واضح طور پر ایک سیاسی جماعت کی حمایت میں نہ صرف بول رہے ہیں، بلکہ در پردہ وہ ہمارے اداروں اور حکومت کو دھمکیاں بھی دے رہے ہیں۔ ان میں سے:

①: ایک ''زلمے خلیل زاد'' جو سی آئی اے کا ایجنٹ ہے، افغانستان کی تخریب اور عراق کی بربادی میں امریکیوں کا نہ صرف حمایتی بلکہ امریکہ کی طرف سے سفارت کار اوران کا نمائندۂ خصوصی رہا ہے۔ اب امریکہ کی طرف سے کوئی عہدہ نہ رکھنے کے باوجود گزشتہ مہینوں میں اس نے عمران خان سے کئی گھنٹے خفیہ ملاقات کی ہے۔ عمران خان اور جنرل قمر جاوید باجوہ کے درمیان صلح صفائی کرانے کی بھی کوشش کی ہے، اب وہ کھل کر عمران خان کے حق میں بول رہا ہے۔ جنگ اخبار کے معروف کالم نگار محترم جناب سلیم صافی صاحب زلمے خلیل زاد سے اپنی ایک ملاقات کے احوال میں لکھتے ہیں کہ: زلمے خلیل زاد وہ آدمی ہے جس کی ہر بات سے پاکستان کے خلاف نفرت جھلک رہی تھی اور ایسا لگ رہا تھا کہ پاکستان سے متعلق امریکی اور افغانی غصہ ان کی ذات میں یکجا ہوگیا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ انہوں نے امریکی مفادات کے حصول میں اس قدر بنیادی کردار ادا کیا کہ اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ (وزارتِ خارجہ) سے وابستہ ہونے کے باوجود انہیں سیکرٹریز دفاع (گیٹ، ڈونلڈ رمسفیلڈ اور ڈک چینی) نے ڈیفنس میڈلز سے نوازا اور یہ بھی لکھا کہ: طالبان کے خلاف امریکی حملے سے قبل اور اس کے بعد وہ ہمہ وقت امریکی انتظامیہ پر زور ڈالتے رہے کہ طالبان کے خلاف کارروائیوں سے زیادہ پاکستان پر دباؤ ڈالنے کی ضرورت ہے۔

②: ایک ''آصف محمود قادیانی'' ہے جو امریکی کانگریس کا رکن ہے، الیکشن میں جس کی حمایت کے لیے عمران خان نے امریکہ میں رہنے والے پاکستانیوں سے ووٹ مانگنے کی اپیل کی تھی اور اس کے حق میں بیانات دیئے تھے، وہ بھی پاکستان کے خلاف اور عمران خان کے حق میں بیان دے رہا ہے۔

③: اسی طرح ''گریک برے'' جو سخت گیر برطانوی یہودی ہے، سابق سفیر رہا ہے، انسانی حقوق کی ایک تنظیم چلاتا ہے، لیکن یہ اسلام کے مقدسات اور مقدس شخصیات کے کارٹون بنانے کا حامی ہے، اسلام دشمن اور رسول اللہ ﷺ کے خاکے بنانے والوں کی حمایت میں سب سے آگے ہے، یہ بھی عمران خان کے حق میں بیانات دے رہا ہے، بظاہر تو یہ کہہ رہا ہے کہ ہم پاکستان میں سب لوگوں کو قانون میں برابر سمجھتے ہیں، لیکن در پردہ وہ قادیانیوں کو بھی سب کے برابر سمجھنے کی بات کرتا ہے۔

حالانکہ بین الاقوامی قانون ہے کہ کوئی بھی شخص کسی ملک میں رہنا چاہتا ہے تو پہلے اس ملک اور ریاست کو تسلیم کرے، پھر اس کے آئین اور قانون کو مانے، تب وہ اس ملک کی شہریت اور اس ملک کے وسائل کو استعمال کرنے کا مجاز ہوگا۔ رہے قادیانی، یہ نہ تو پاکستان کی ریاست کو دل سے تسلیم کرتے ہیں اور نہ ہی اس ملک کے آئین اور قانون کو مانتے ہیں تو یہ عام پاکستانیوں کے برابر کیسے ہوگئے؟ اس کے علاوہ ہر قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے کی بنا پر کافر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان اور حضور ﷺ کو آخری نبی ماننے والوں کو مسلمان ہونے کے باوجود کافر کہتا ہے۔ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ پاکستان اکھنڈ بھارت بنے گا، اس لیے وہ اپنے مردے چناب نگر میں امانتاً دفناتے ہیں۔ ۱۹۷۳ء کے آئین میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے بعد وہ اور زیادہ پاکستان کے مخالف اور اس کو کمزور اور ناکام کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں، اسی لیے قادیانی کہیں پس پردہ

رہ کر اور کہیں اپنے زرخرید ایجنٹوں کے ذریعہ ہمہ وقت اور ہمہ جہت پاکستان کے لیے مشکلات کھڑی کرتے رہتے ہیں، اس لیے درپردہ وہ ایک سیاسی جماعت کو مہرہ بنا کر اپنے کام نکلوانے اور اپنے منصوبے کی تکمیل چاہتے ہیں، لیکن ان شاء اللہ! ان کے تمام ناپاک عزائم ناکام ہوں گے۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں بھی ایک سیاسی جماعت کی پناہ میں انہوں نے آگے بڑھنے کی کوشش کی تھی، لیکن اسی جماعت نے ان کو مسلمانوں سے علیحدہ کر دیا، ان شاء اللہ! یہ مزید آگے بڑھے تو اب بھی ان کا حشر ایسا ہی ہوگا۔

۴: اسی طرح ''جارج گلبے'' اپنے بیان میں کہہ رہا ہے کہ ایک قانونی وزیر اعظم کے گھر پر حملہ کیا گیا ہے اور پھر کہتا ہے کہ: اگر عمران خان کو گرفتار کیا گیا تو وہ شاید سلاخوں سے واپس زندہ نہ آسکے، اور کہتا ہے کہ عمران خان سے اس لیے ڈر رہے ہیں کہ اگر وہ حکومت میں آتا ہے تو وہ آئین کو تبدیل کردے گا۔ وہ کہتا ہے کہ پاکستانی آئین کو تبدیل ہونا چاہیے اور یہ بات ایک عرصہ سے کہی جارہی ہے اور اس کی کوشش کی جارہی ہے کہ پاکستان کے آئین کو تبدیل کیا جائے، اس کی اسلامی حیثیت کو ختم کیا جائے اور اس کی اسلامی دفعات خصوصاً ناموسِ رسالت کے قانون کو تبدیل کیا جائے۔

پاکستان میں یہ سب کھیل اور تماشا اس لیے کھیلا اور رچایا جارہا ہے کہ ملک دشمن، آئین دشمن اور اسلام دشمن لابیوں کی خواہشوں اور تمناؤں کو پاکستان میں پورا کیا جاسکے۔ اللہ کرے ایسا نہ ہو۔

ہم عمران خان اور اس کی جماعت سے یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ اگر آپ کا ان بیرونی عناصر سے کوئی تعلق نہیں ہے تو برملا ان کے بیانات کی تردید کریں اور برملا ان سے کہیں کہ ہمارا اندرونی معاملہ ہے اور ہمارے ملکی معاملات میں کسی کو دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ موجودہ حکومت کے وزیر خزانہ جناب اسحاق ڈار اور ان کی ٹیم آئی ایم ایف سے کئی مہینوں سے مذاکرات کررہے ہیں، اور وہ ابھی تک نتیجہ خیز ثابت نہیں ہورہے، ان سے بھی یہ مترشح ہوتا ہے کہ کہیں کوئی بات آئی ایم ایف کے کارپردازان کے حلق میں اٹکی ہوئی ہے، جسے وہ کھلے الفاظ میں کہنا چاہتے ہیں، لیکن نہیں کہہ پارہے۔ افواہ کہیں یا حقیقت، اس طرح کی بات اُڑائی گئی ہے کہ بیرونی طاقتیں یہ چاہتی ہیں کہ جب تک اس معاہدہ پر عمران خان صاحب دستخط نہیں کریں گے، یہ معاہدہ مکمل نہیں سمجھا جائے گا۔ اور اسی طرح ہمارے وزیر خزانہ سے منسوب یہ بیان بھی دبے لفظوں میں آیا ہے کہ: ''کوئی ہمیں یہ نہ سمجھائے کہ کتنی رینج کے میزائل رکھنے چاہئیں اور کتنی رینج کے نہیں۔'' جس سے یہ تاثر اُبھرا کہ شاید آئی ایم ایف ایٹمی پروگرام پر کچھ شرائط عائد کرنا چاہتی ہے، لیکن بعد میں وزیر خزانہ صاحب کا بیان آیا کہ میرے بیان کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے، حقیقی بیان کیا تھا، اس کی وضاحت انہوں نے بھی نہیں کی۔

بہر حال ملک ایک نازک صورت حال سے گزر رہا ہے، ایک طرف جہاں پاکستان میں معاشی عدمِ استحکام اور سیاسی افراتفری ہے، اس کے ساتھ ساتھ ملک دشمن یہودی ہوں یا قادیانی، وہ اپنے ایجنڈے کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف پاکستان کے آئین اور قانون کو پہلے بازیچۂ اطفال بنانے کی سعی نامشکور کی جارہی ہے، پھر دھیرے دھیرے اس کو لاحاصل اور لایعنی باور کرا کر خاکم بدہن تبدیل کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا۔

اس لیے مقتدر قوتوں اور اربابِ اختیار سے ہمارا مطالبہ ہے کہ آگے بڑھ کر اس تمام کھیل کو ختم کریں، دین دشمن، ملک دشمن، اور اسلام دشمنوں کے ناپاک منصوبے اور غلیظ عزائم جن ایجنٹوں کے ذریعے وہ انہیں پورا کرنے کی خواہش رکھتے ہیں، ایسے عناصر کو چن چن کر قانون کے شکنجے میں کسا جائے اور ان کو کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے، یہی سب سے بڑی ملک اور قوم کی خدمت ہوگی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے ملک کی ہر طرح کی حفاظت فرمائے اور جو ادارے اس کی حفاظت اور ملک دشمنوں کے عزائم خاک میں ملا رہے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں بہترین نعمتوں سے مالا مال کرے، آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

حج.....سفرِ محبت وعبادت

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، ایمان لانا اور ایمان کے بعد نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، بعض شرائط وقیود کے ساتھ سب پر فرض ہے، مرد ہو یا عورت، جوان ہو یا بوڑھا، فقیر ہو یا مالدار، سب ایک صف میں ہیں، چونکہ یہ کام سب کر سکتے ہیں، بعض مخصوص حالات میں جو لوگ نہیں ادا کر سکتے ہیں ان کو چھوٹ دی گئی ہے یا اعذار ختم ہونے کے بعد ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے، زکوٰۃ اور حج سب پر فرض نہیں کیا گیا ہے، کیونکہ ان کا تعلق مال سے ہے اور سب مال والے نہیں ہیں، پھر جن کے پاس مال ہے، اس کے اوپر زکوٰۃ فرض کرنے کے لیے نصاب کی شرط لگائی گئی اور حج فرض کرنے کے لیے مالداری کے ساتھ استطاعت کی قید لگائی گئی، اس لیے کہ حج میں سفر کرنا بھی ہوتا ہے اور مال بھی خرچ کرنا، اب اگر آدمی بیمار ہے، تندرست نہیں ہے تو خود سفر نہیں کر سکتا، قید میں ہے تو سفر کی اجازت ہی نہیں۔ تندرست وتوانا اور آزاد ہے لیکن راستہ پُر امن نہیں ہے۔

راجح قول کے مطابق عورت کے ساتھ کوئی محرم جانے والا نہیں ہے یا عورت عدت میں ہے، تو بھی سفر ممکن نہیں، سب کچھ موجود ہے، سفر خرچ اور واپسی تک بال بچوں کے نفقہ کی صورت نہیں بنی تو بھی حج کرنا ممکن نہیں اور اللہ رب العزت اپنے فضل سے بندوں پر اسی قدر فرض کرتا ہے جس کی ادائیگی پر وہ قدرت رکھتا ہو، اب قدرت و طاقت، صحت، مال و دولت اور ہر قسم کی مطلوبہ استطاعت ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے گھر کی طرف بلاتا ہے، سب کچھ اللہ ہی کا دیا ہوا ہے، ایسے میں وہ یوں ہی بلالے کچھ نہ دے اور کوئی وعدہ نہ کرے تب بھی سر کے بل جانا چاہیے، دوڑنا چاہیے، لیکن یہ اللہ رب العزت کا کتنا بڑا فضل اور کرم ہے کہ سب کچھ دے کر کہتا ہے کہ آؤ! میرے گھر، احرام باندھو، طواف کرو، سعی کرو، حجرِ اسود کا استلام کرو، رکن یمانی کو چھوؤ، زمزم پیو، صفا ومروہ کی سعی کرو، عرفہ، مزدلفہ میں وقوف کرو، منیٰ میں رات گزارو، شیطان کو کنکری مارو، قربانی کرو، ہم اس کے بدلے تمہیں جنت دیں گے، وہ جنت جس کے لیے تم پوری زندگی ہماری عبادت کرتے رہتے ہو، اس پوری زندگی کا مطلوب صرف ایک حج مقبول میں تمہیں دیں گے، تم نے اس سفر میں کوئی غلط کام نہیں کیا، جھگڑا نہیں کیا، شہوانی خواہشات سے مغلوب نہیں ہوئے تو ایسے پاک صاف ہو کر گھر لوٹو گے جیسے آج ہی تم ماں کے پیٹ سے معصوم پیدا ہوئے ہو، اس کے علاوہ اور بھی انعامات تمہیں ملیں گے، تمہارے اندر دنیا سے بے توجہی پیدا ہو جائے گی، آخرت کی فکر اور رغبت تمہاری زندگی کا حصہ بن جائے گی، تم نے جو مال خرچ کر دیا، وہ تمہارے لیے فقر و فاقہ کا باعث نہیں بنے گا؛ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمہیں اور دے گا، غنی بنا دے گا، اتنا دے گا کہ بے نیاز ہو جاؤ گے، تمہیں ہر قسم کی عصبیت اور امتیاز کی بیماری سے پاک کر دے گا، ریا، نمود و نمائش کا جذبہ ختم ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ کے اس اعلان فضل ونعمت کے بعد بھی دوسرے ارکان کی ادائیگی کی طرح حج میں جانے میں کوئی کوتاہی کرتا ہے تو یہ بڑی محرومی اور بدبختی کی بات ہے۔

یقیناً حج زندگی میں ایک بار فرض ہے، لیکن فرض ہونے کے بعد ساقط نہیں ہوتا ہے اور کیا معلوم اگلی زندگی کیسی ہوگی، ابھی اللہ کے انعام کی قدر نہیں کی اور بعد میں مال ہی جاتا رہا یا صحت ہی باقی نہ رہی تو یہ فرض رہ جائے گا، اس لیے انتظار کرنا کہ ملازمت سے سبکدوش ہو جائیں تب اللہ کے بلاوے پر لبیک کہیں گے اور سب گناہ سے رک جائیں گے، یہ شیطان کا بہلاوا ہے کہیں اس کے پہلے ہی بلاوا آ گیا اور کون جانتا ہے کہ کب بلاوا آئے گا، مرنے کی کوئی عمر نہیں ہوتی اور کوئی نہیں جانتا کہ کب اور کس وقت ملک الموت اپنا کام کر جائیں گے، اس لیے جو زندگی دی گئی ہے اور جو مال و دولت، صحت و عافیت فراہم ہے، اس کی قدر کرنی چاہئے اور بلا تاخیر اللہ کے اس بلاوے پر دوڑ جانا چاہیے، ہمارے بعض بھائی اس اہم رکن کی ادائیگی کو اس لیے ٹالتے ہیں کہ

بچی کی شادی کرنی ہے حج الگ فرض ہے اور بچی کی شادی الگ ذمہ داری ہے؛ خصوصاً اس شکل میں جب کہ لڑکی ابھی سیانی نہیں ہوئی ہے، ذمہ داری ہی اُس کام کی نہیں آئی، ایسے میں کہاں عقل مندی ہے کہ ایک فرض کو آئندہ والی ذمہ داری کے نام پر ٹالا جائے۔ یہی حال مکان کی تعمیر، زمین کی خریدگی، اور دوسرے گھریلو معاملات کا ہے، جن کے نام پر شیطان بہکاتا رہتا ہے، اور حج مؤخر ہوتا رہتا ہے، اور پھر وہ وقت بھی آجاتا ہے کہ ادائیگی کی شکل باقی نہیں رہتی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس کوئی عذر نہ ہو، استطاعت بھی ہو، سخت حاجت بھی درپیش نہ ہو، ظالم بادشاہ اور مرض نے بھی نہ روکا ہو اور وہ حج کے بغیر مرگیا تو یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر مرے، مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ کس قدر سخت وعید ہے۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

حج کے سفر کی تیاری کا زمانہ آگیا ہے اللہ کے اس بلاوے پر دوڑنے کے لیے تیار ہو جایئے، نیت کو خالص کیجئے، گناہوں سے توبہ کیجئے، اگر والدین آپ کی خدمت کے محتاج ہوں تو ان سے بھی اجازت لیجئے، امانت ووصیت سے فارغ ہولیجئے، حقوق کی ادائیگی پر توجہ دیجئے، اچھے رفیق سفر کا انتخاب کیجئے، حج کے مسائل سیکھئے، حج کمیٹی والے تربیتی کیمپ لگواتے ہیں، اس کی حاضری کو یقینی بنایئے کہ یہ بھی حج کے مسائل سیکھنے کا اچھا ذریعہ ہے، جلدی کیجئے، صحت ودولت کو غنیمت جانیئے، دوڑیئے، تیزی دکھایئے، اپنے ساتھ اپنے دوستوں کو بھی تیار کیجئے، آپ کی رفیق حیات دکھ سکھ میں آپ کے ساتھ رہتی ہیں، اللہ نے ان پر بھی حج فرض کیا ہے اور نہ بھی کیا ہو اور استطاعت ہو تو ضرور لے جایئے، اس لیے کہ وہ اپنے سفر میں محرم رفیق سفر کی محتاج ہوتی ہیں اور خدا معلوم آئندہ انہیں کوئی محرم ملے یا نہ ملے، اس لیے حق رفاقت کا تقاضا ہے کہ اللہ کی بندیوں کو بھی اس سفر میں ساتھ لیجئے، تاکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات و اکرام سے فائدہ اٹھا سکیں، ان خیالات کی تشہیر بھی کیجئے، لکھنے کی صلاحیت ہو تو مضمون کے ذریعہ، بولنے کی صلاحیت ہو تو تقریر کے ذریعہ، مجلسی گفتگو میں ممتاز ہوں تو اسے موضوع گفتگو بنایئے، ائمہ حضرات مساجد کے منبر ومحراب سے بھی اسلام کے اس اہم رکن کی ادائیگی کے لیے ترغیب دیں، تاکہ مسلمانوں میں جو سستی پائی جاتی ہے وہ دور ہو۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھی اس خیر کے کرنے والے کی طرح ہے یعنی وہ بھی ثواب میں برابر کا شریک ہوگا۔ اس لیے اس پیغام کو ہر سطح پر عام کیجئے اور اجر کے مستحق ہو جایئے نسخہ آسان بھی ہے اور قابل عمل بھی ہے۔

اس سفر محبت وعبادت سے آپ لوٹ کر آئیں گے تو اپنے ساتھ جنت کا تحفہ اور گناہوں سے پاک ہونے کا مژدہ لے کر لوٹیں گے، حج کے اس سفر محبت وعبادت میں آپ نے کعبہ کی تجلیات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، مکہ کی بابرکت سرزمین منیٰ، عرفہ، مزدلفہ، کے وقوف اور جمرات کی رمی نے آپ کے نفس امارہ کو مار ڈالا ہوگا، حبِ رسول سے سرشار، مسجد نبوی میں ادا کی گئی کم وبیش چالیس وقت کی نمازوں اور مواجہہ شریف کے درود وسلام نے آپ کے اندر جو روحانیت پیدا کی ہے، اس کو پوری زندگی باقی رکھیے، حج کو بدنام نہ کیجئے، کھجور اور زمزم کے ساتھ وہ تحفہ بھی بانٹیے گا؛ جس میں آپ کو کچھ خرچ کرنا نہیں پڑا ہے، یہ وہ منافع ہیں جن کو آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، ان میں سے ایک اللہ پر توکل اور اعتماد کا ہے، آپ کا یہ سفر اللہ تعالیٰ کے بھروسے ہی پورا ہے، چلنے کی سکت نہیں تھی، لیکن آپ نے طواف وسعی اللہ بھروسے کرلیا ہے، آپ نے وہاں ساری دنیا سے آئے الگ الگ مسلک اور مشرب کے لوگوں کو دیکھا، سب اپنے اپنے طریقے پر عبادت کرتے ہیں، کوئی کسی کو بُرا بھلا نہیں کہتا، فروعی مسائل میں اختلاف کے باوجود اتحاد امت کا یہ بڑا سبق حاجی اپنے ساتھ لے کر آتا ہے، اس کے علاوہ تحمل اور برداشت جن کا مظاہرہ قدم قدم پر آپ نے کیا اور دوسروں کو کرتے دیکھا، اسے بھی لوگوں میں بانٹیے، تعصب سے پاک سماج اور خالص اللہ کی عبادت کا پیغام بھی حج کا خاص تحفہ ہے، جو اللہ کی میزبانی میں آپ کو عطا ہوا ہے، حج کے اس سفر کا بڑا فائدہ انسان کے اندر سے امتیاز کی بیماری کو ختم کرنا ہے، سلے ہوئے کپڑے کے ڈیزائن سے امتیاز پیدا ہوتا ہے، احرام کے دو بغیر سلے ہوئے کپڑے، کفن کی طرح پہن کر تمام عازمین میں یکسانیت پیدا کردی گئی، لبیک کا ترانہ عربی میں پڑھ کر زبان کا امتیاز، منیٰ عرفہ کے خیموں میں ٹھہر کر مکان کا امتیاز ختم کرایا گیا اور مزدلفہ میں کھلے آسمان کے نیچے رات گزار کر ایسے غریبوں کی پریشانیوں کا احساس جن کے سر پر چھت نہیں ہے، آپ نے کیا ہے، اس احساس کی قدر کیجئے، خود بھی عمل کیجئے اور دوسروں تک بھی پہونچایئے۔

☆☆ .... ☆☆

سابق نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، شہید اسلام

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

(شہادت:۱۸رمئی ۲۰۰۰ء)

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

اللہ رب العزت نے نبوت کی ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے کی اور اس کی انتہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات پر، اس عقیدہ کو ختم نبوت کا عقیدہ کہا جاتا ہے۔ خیر القرون سے لے کر اس دور تک ہر زمانہ میں مسلمان اس عقیدہ کی دل وجان سے حفاظت کرتے چلے آئے ہیں۔

ہندوستان میں انگریز کے اشارہ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے اس عقیدہ پر شب خون مارا، چنانچہ تاریخ کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے اکابرین امت نے اس مسئلہ کے تحفظ اور قادیانیت کے ابطال کے لئے سرفروشانہ جدوجہد کی ایک سنہری تاریخ رقم کی۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی الف سے مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی یا تک ''تحفظ ختم نبوت'' کی ایک ایمان پرور، جہاد آفرین، حقائق افروز، سنہری اور قابل قدر وفخر تاریخ ہے۔ اس دور میں ہمارے مخدوم ومرشد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اس تاریخ اور روایات کے امین اور اس قافلہ کے کامیاب فاتح جرنیل تھے۔

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، ۱۹۷۵ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہوئے اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ سے وہ کام لیا جو ایک مستقل ادارے کے کرنے کا تھا۔

اس جماعت کی تشکیل کی تقریب یہ ہوئی کہ ۱۹۴۹ء میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرات نے مل کر ایک غیر سیاسی جماعت کی بنیاد رکھی جو سیاست سے ہٹ کر صرف اور صرف دینی نقطہ نظر سے قادیانیت سے برسر پیکار ہو۔ اس جماعت کا نام ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' رکھا گیا۔

۱۹۵۳ء میں قادیانی فتنہ کے خلاف عظیم الشان تحریک چلی۔ اس تحریک سے فراغت کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کا ۱۹۵۴ء میں باضابطہ انتخاب ہوا اور حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کے پہلے امیر مقرر ہوئے۔ ان کے بعد حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ یکے بعد دیگرے مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر رہے۔ حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت قبول کرنے کے لئے مقتدر شخصیات نے گزارش کی۔ ان دنوں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں مدرس تھے اور دس دن ''ماہنامہ بینات کراچی'' کے لئے دیا کرتے تھے۔ مولانا لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ آپ مستقل کراچی آ جائیں۔ حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اس کے لئے آمادہ نہ تھے۔ اب مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت قبول کرنے کے لئے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے استدعا کی تو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر میں مجلس کی امارت قبول کر لوں تو آپ مجلس کے مرکزی دفتر ملتان آ جائیں گے؟ حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا ''بسروچشم''

۹راپریل ۱۹۷۴ء کو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس کی امارت قبول کی۔ ۲۹رمئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر (سابق ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر سانحہ پیش آیا۔ قادیانیوں کے خلاف بھرپور تحریک چلی۔ جس کے نتیجہ میں ۷رستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ جب مبارکباد کے لئے حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد ومربی حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''وعدہ یاد ہے؟'' آپ نے عرض کیا کہ یاد ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان تشریف لے آئے۔

آپ کا مجلس تحفظ ختم نبوت میں آنا گویا

رحمت باری کا خصوصی فضل ہوا۔ آپ نے تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے کام کو جدید خطوط پر استوار کیا۔ بلاشبہ یہ آپ کا تجدیدی کارنامہ تھا۔ اس پر جتنا آپ کو خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ آپ کے اس تجدیدی کارنامہ کی مختصر روئیداد یہ ہے:

قادیانیوں کو دعوتِ اسلام:

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کی کامیابی کے بعد اب امت کا فرض بنتا تھا کہ قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دی جائے۔ ختم نبوت کی حقانیت اور مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل نظریات کو ان پر آشکارا کیا جائے۔ آپ نے اس عنوان پر امت میں سب سے پہلے کام کیا۔ متعدد مضامین ورسائل لکھ کر امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا۔ ''الفضل'' اور دیگر قادیانی جرائد سے قادیانیوں کے پتہ جات تلاش کر کے ہزاروں قادیانیوں کو ان کے گھروں کے پتوں پر ڈاک سے لٹریچر ارسال کیا گیا اور اس موضوع پر نہایت خوبصورت رسالہ ''قادیانیوں کو دعوتِ اسلام'' کے عنوان سے لکھ کر قادیانیوں کے گھر گھر بھیجا گیا۔

مبلغین اور کارکنان ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیوں کو دستی لٹریچر پہنچایا گیا۔ پورے ملک میں اللہ رب العزت کے فضل واحسان سے آپ کی یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور یوں آپ کی کوشش سے امت مسلمہ نے ایک فرض وقرض کی ادائیگی کا شرف حاصل کیا۔

شعبۂ نشر واشاعت:

آپ نے مجلس کے شعبہ نشر واشاعت کے تحت بیسیوں رسائل وکتب بلاشبہ لاکھوں کی تعداد میں شائع کر دیئے۔ حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ ہے کہ رد قادیانیت پر اتنا لکھا اور شائع کیا جائے کہ ایک مسلمان سو کر اٹھے تو اس کے سرہانے ختم نبوت کا لٹریچر موجود ہو۔ حق تعالیٰ شانہ کی قدرت کہ مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کی اس تڑپ نے مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شکل اختیار کی اور یوں آپ کے ذریعہ رد قادیانیت پر تحریری اتنا کام ہوا جتنا گزشتہ پچاس برس میں نہیں ہوا تھا۔ ہفت روزہ ختم نبوت کا اجراء، لٹریچر کی کثرت، کتب ورسائل کی اشاعت، اشتہارات وہینڈبلوں کی تقسیم وترسیل نے ایک مستقل اشاعتی ادارے کے کام کی شکل اختیار کی۔ یہ سب حضرت مرحوم کی کوششوں کا نتیجہ اور مساعی جمیلہ کا ثمر ہے جو اس دور میں آپ کے ہاتھوں امت کو اللہ رب العزت نے نصیب کیا۔

آپ نے فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ کی رہنمائی میں قادیانیت کا ڈیڑھ دو سال میں بھرپور مطالعہ کیا۔ انہیں دنوں آپ نے مختلف رسائل ترتیب دیئے۔ جن میں (۱) قادیانیوں کو دعوت اسلام، (۲) ربوہ سے تل ابیب تک، (۳) مراقی نبی، (۴) مرزائی اور تعمیر مسجد، (۵) مرزا کا اقرار اور (۶) قادیانیت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں شامل ہیں۔ علاوہ ازیں ملتان دفتر میں قیام کے دوران شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تصنیف ''خاتم النّبیین'' کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا جو ایک یادگار اور تاریخی کام ہے۔ جس کی افادیت اہل علم پر پوشیدہ نہیں۔

اسی زمانہ میں ''قادیانیوں سے ستر سوالات'' ''اشد العذاب علی مسیلمة الفنجاب'' مجموعہ رسائل مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، رئیس قادیان، مصنفہ مولانا محمد رفیق دلاوری، اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ، مصنفہ مولانا نور محمد اور التصریح بما تواتر فی نزول المسیح، مصنفہ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی شعبہ نشر واشاعت کی طرف سے آپ نے شائع کرائیں۔

غرض آپ کو جب سے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے شعبہ نشر واشاعت کا سربراہ مقرر کیا۔ آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے اسے چار چاند لگا دیئے۔ اس دوران ''تحفظ ختم نبوت اور دارالعلوم دیوبند'' کے عنوان پر آپ نے گراں قدر تحقیقی مقالہ تحریر کیا۔ جس کی ضخامت ڈیڑھ صد صفحات پر مشتمل ہے۔

مقدمات کی پیروی:

۱۹۷۴ء کی تحریک کے بعد جہاں کہیں قادیانیوں نے قانون کی خلاف ورزی کی اور ان کے خلاف کیس دائر ہوا، وکلاء کی تیاری اور رہنمائی کے لئے قدرت نے آپ سے کام لیا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی جامعیت نصیب فرمائی تھی کہ بیک وقت ایک متبحر عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ قادیانیت کے لٹریچر پر پوری گرفت رکھتے تھے۔ آپ نے سرگودھا، بہاولپور وغیرہ عدالتوں میں اس طرح خدمات سرانجام دیں کہ قادیانیت بلبلا اٹھی۔ اس دوران اللہ رب العزت نے کرم کیا کہ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت قادیانیوں کے خلاف منظم ہوئی۔ اس میں آپ نے بھرپور قائدانہ کردار ادا کیا۔

۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے قادیانیوں کے خلاف امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا۔ قادیانیوں نے اس

کے خلاف وفاقی شرعی عدالت میں کیس دائر کردیا تو اس کی پیروی کے لئے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گرامی قدر رفقاء حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ لاہور جاکر ڈیرہ لگایا۔ دفتر ختم نبوت دہلی دروازہ لاہور مقدمہ کی پیروی کے لئے وقف ہوگیا۔ ردقادیانیت اور قادیانیت کا تمام لٹریچر ملتان دفتر ختم نبوت سے لاہور منتقل کیا گیا۔ مگر مشکل یہ پیش آئی کہ تفاسیر واحادیث کی قدیم وجدید کتب کے بغیر اس مقدمہ کی پیروی ممکن نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ بہت جزائے خیر دے جامعہ اشرفیہ لاہور کے ارباب بست وکشاد کو کہ انہوں نے اپنے جامعہ کی لائبریری کے دروازے کھول دیئے۔ حضرت مرحوم اپنے رفقاء سمیت وہاں منتقل ہوگئے۔ وکلاء کے حوالہ جات کی فراہمی کے لئے فوٹو اسٹیٹ مشین منگوائی گئی۔

دن بھر عدالت میں مقدمہ کی کارروائی میں حصہ لیتے۔ شام کو رات گئے تک حوالہ جات اور دلائل کی ترتیب وتخریج کا کام کرتے۔ آپ کی جامع شخصیت اور خداداد شہرت کو دیکھ کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وکلاء کے علاوہ سرکاری وکلاء بھی آپ کے پاس آتے۔ آپ ان کے ہر اشکال کا اس طرح جواب دیتے کہ وہ عش عش کر اٹھتے۔ یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ تمام تر وکلاء کی تیاری اور پورے کیس کی پیروی آپ کی محنت کی مرہونِ منّت ہے۔ اللہ رب العزت نے کرم کیا۔ قادیانیت شکست کھا گئی اور آپ کی اخلاص بھری کاوشوں کو قدرت نے قبولیت سے نوازا کہ متفقہ طور پر پانچ جسٹس صاحبان نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اور قادیانیوں کے خلاف فیصلہ دیا۔

قادیانیوں نے اس کے خلاف سپریم کورٹ شریعت اپیل بنچ میں اپیل دائر کی۔ وہاں سے بھی قادیانیوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ اس دوران افریقہ کے قادیانیوں (لاہوری گروپ) نے جنوبی افریقہ جوہانسبرگ کی عدالت میں کیس دائر کردیا کہ ہمیں مسلمان سمجھا جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کی اجازت دی جائے۔ رابطہ عالم اسلامی، پاکستان حکومت نے اپنے وکلاء، وعلماء بھیجے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا وفد بھی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت باسعادت میں وہاں پہنچا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ جان جوکھوں میں ڈال کر دن رات ایک کرکے اپنے آرام کو تج کرکے تمام وکلاء کی تیاری کا کام جتنا اللہ رب العزت نے آپ سے لیا وہ تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ بڑے بڑے جغادری مہینوں کی جانگسل محنت سے اکتا کر ادھر ادھر ہوگئے۔ لیکن آپ مسلسل اس کام کو تندہی سے کرتے رہے۔ دوبارہ آپ کو جانا پڑا، مہینوں مسلسل سماعت ہوئی۔ لیکن ہائیکورٹ سے سپریم کورٹ تک آپ کی محنت کام آئی اور قادیانی جنوبی افریقہ کے سپریم کورٹ سے بھی اپنے کفر وزندقہ پر مہر لگوا کر واپس آ گئے۔

اسی طرح پاکستان کے چاروں ہائیکورٹوں میں قادیانیوں نے کیس دائر کئے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ مارے مارے ان کورٹوں میں پھرتے رہے۔ صبر آزما مراحل سے گزرے، مقدمات کی ایسے احسن انداز میں پیروی کی اور ایسے مستقل وجاندار بنیاد پر قادیانیت کے کفر کو آشکارا کیا کہ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بہاولپور عدالت میں بیان کی یاد تازہ ہوگئی۔

قدرت نے آپ سے وہ کام لیا کہ اس پر قادیانیت کے چھکّے چھوٹ گئے۔ ان تمام کیسوں کی اپیل سپریم کورٹ میں گئی۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ رفقاء کی ٹیم لے کر سپریم کورٹ پہنچ گئے۔ آپ کے جانے سے راولپنڈی سپریم کورٹ، علماء کرام کے اجتماع کا منظر پیش کرنے لگا۔ آپ نے وہاں بھی تمام وکلاء کو تیاری کرائی اور پھر راجہ حق نواز ایڈووکیٹ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سپریم کورٹ میں نمائندگی کررہے تھے۔ ان سے عدالت نے کہا کہ آپ اپنا بیان تحریری طور پر عدالت میں داخل کریں۔ شرعی نقطہ نظر سے وضاحت کریں کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس میں قادیانیوں پر جو پابندیاں لگائی گئی ہیں وہ درست ہیں۔ راجہ صاحب نے اپنے مؤکل حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھا۔ انہوں نے حامی بھری، کراچی تشریف لائے، مختصر مدت میں ”عدالت عظمیٰ کی خدمت میں“ کے نام سے مقالہ تحریر کیا۔ جو دلائل وبراہین کا ایسا خزینہ ہے۔ اسے پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نہیں بلکہ عالمی عدالت میں کوئی بین الاقوامی ماہر قانون خطاب کررہا ہے اور اس کے دلائل کے سامنے فریق مخالف ندامت سے سر جھکائے کھڑا ہے اور عدالت ان کے دلائل کے وزن سے جھکی چلی جارہی ہے۔

ان فیصلہ کرنے والے پانچ سپریم کورٹ کے جج صاحبان میں سے ایک جج نے ریٹائرمنٹ کے بعد فرمایا کہ مولانا کے اس بیان نے ہماری اتنی رہنمائی کی کہ میں حیران رہ گیا کہ جو بات وکلاء اس

زور سے نہ سمجھا سکے وہ ایک بوریہ نشین نے کس دلکش انداز میں باور کرادی؟ حق تعالیٰ کا کرم ہوا کہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی گرفت سے قادیانیت یہاں بھی جان نہ چھڑا سکی۔ بلکہ سپریم کورٹ سے بھی ان کو اپنے کفر پر مہر لگوانی پڑی۔ قادیانیوں نے سپریم کورٹ سے نظر ثانی کی استدعاء کی۔ مولانا اس کی پیروی کے لئے پہنچے۔ لیکن اللہ کی شان قدرت کے قربان جائیں کہ کفر ہار کر دم توڑ گیا۔ مولانا کامیاب وکامران ہوئے۔ چنانچہ قادیانی سپریم کورٹ میں نظر ثانی کی اپنی درخواست کی پیروی کا حوصلہ نہ کر پائے اور ان کی یہ درخواست بھی قادیانیوں کے اسلام سے خارج ہونے کی طرح سپریم کورٹ سے خارج ہوگئی۔ یوں مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سول عدالتوں سے لے کر سپریم کورٹ تک اور پاکستان سے جنوبی افریقہ تک کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوئے۔

بیرون ملک قادیانیت کا تعاقب:

حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحبؒ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات لکھنے کے لئے آپ سے استدعاء کی۔ آپ نے فرمایا کہ مولانا منظور احمد الحسینی، محترم عبدالرحمٰن یعقوب باوا بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ آپ ان کے ویزے کا بھی انتظام فرمائیں۔ دارالعلوم ہولکمب بری انگلینڈ میں آپ مہینہ بھر حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح مرتب کرتے رہے اور آپ کے دونوں خدام برطانیہ بھر میں تبلیغ کرتے رہے۔ اس دوران آپ کو بھی بعض اجتماعات میں جانا پڑا۔ قادیانیوں سے یہاں ایک مناظرہ بھی ہوا۔ یوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد تیسری آواز آپ کی تھی جو برطانیہ میں ختم نبوت کی رعد بن کر گونجی اور قادیانیوں کے لئے بجلی کی کڑک کا کام کر گئی۔ ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے بعد مرزا طاہر قادیانی برطانیہ گیا۔ آپ اس کے تعاقب میں برطانیہ تشریف لے گئے۔ ختم نبوت کانفرنس کی داغ بیل پڑی اور آج تک تسلسل کے ساتھ برطانیہ میں منعقد ہورہی ہے۔ آپ نے وہاں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر کے لئے سوچ بچار کیا۔ حضرت الامیر مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے اجازت ودعاء لے کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کے شانہ بشانہ آپ نے متحدہ عرب امارات کا دورہ کیا اور اس مقصد کے لئے دبئی میں ایک ماہ کے لگ بھگ قیام کیا۔ پاکستان وافریقہ میں اہل خیر کو متوجہ کیا اور یوں ختم نبوت کا دفتر لندن میں قائم ہوگیا۔ جو آپ کا صدقہ جاریہ ہے۔

کراچی دفتر ختم نبوت:

کراچی میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کی سرپرستی، نگرانی ورہنمائی آپ نے کی۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ مجلس کے نائب امیر بنے۔ آپ نے کراچی دفتر ختم نبوت وجامع مسجد باب الرحمت کی تعمیر کا کام اللہ تعالیٰ کا نام لے کر شروع کرایا۔ آپ کے رفقاء آپ کے متعین کردہ خطوط پر محنت کرتے رہے۔ یوں آپ کی شخصیت کی جامعیت سے اسلامیان کراچی نے لاکھوں کے صرفہ سے یہ عظیم الشان مسجد ودفتر بنادیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ کراچی دفتر ختم نبوت میں بیٹھنے لگے تو اس سے دفتر کی رونق بڑھی اور پورے کراچی میں اسے مرکزیت نصیب ہوگئی۔ یہ سب کام آپ کی ذات گرامی سے قدرت نے لئے۔

رجال کار کی تیاری:

آپ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے تعاقب کے لئے علماء کرام اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں ایک نئی روح پھونکی، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، دارالمبلغین ختم نبوت ملتان اور ردقادیانیت کورس چناب نگر سے فارغ ہونے والے ہزاروں علماء وطلباء آپ کے شاگرد ہیں۔ بلاشبہ اس وقت پاکستان اور بیرونی دنیا میں ختم نبوت کے عنوان پر کام کرنے والی تمام نئی ٹیم بلاواسطہ یا بالواسطہ آپ کی شاگرد ہے۔ ان میں ایک ایک فرد ہزاروں قادیانیوں پر بھاری ہے۔ اکیلے مولانا منظور احمد الحسینی کو دیکھئے جن کی تمام تر تیاری آپ کی نظر کرم کی مرہونِ منّت ہے۔ اس وقت پورے یورپ میں سرگرم عمل رہے۔ ان کے وجود سے قادیانیت خائف تھی۔ یہ سب مولانا مرحوم کی باقیات الصالحات تھیں۔ مولانا مرحوم ردقادیانیت کے عنوان پر اتنی بڑی جماعت تیار کر کے گئے ہیں جو انشاء اللہ آئندہ نصف صدی تک قادیانیت کے تعاقب کے لئے کافی ہے۔ اس وقت انٹرنیٹ پر تمام تر انگریزی مواد آپ کے قلم کا شاہکار ہے۔ آپ نے قادیانی عقائد اور نظریات کے خدوخال واضح کرنے کے لئے ’’تحفہ قادیانیت‘‘ کے نام پر چھ ضخیم جلدوں میں کتاب تحریر فرمائی۔ آپ کی گراں قدر کتاب تحفہ قادیانیت کے کئی ابواب کا انگلش، عربی، سندھی، پشتو اور دیگر کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور ان میں سے کئی ابواب انٹرنیٹ پر بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

غرض آپ کی ذات گرامی سے قدرت حق نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وہ کام لیا جس کی اس وقت پوری دنیا میں نظیر نہیں پیش کی جاسکتی۔ آپ تحریر وتقریر کے دھنی تھے اور اس وقت قادیانیت کے خلاف کام کرنے والی ٹیم میں آپ کی ذات گرامی کو اتھارٹی کا درجہ حاصل تھا۔

متعلقین جانتے ہیں کہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب ایک مجاہد فی سبیل اللہ بزرگ اور ممتاز دینی رہنما ہیں۔ آپ کی قیادت وسیادت پر اس وقت اہل علم متفق ومتحد ہیں۔ آپ بیان نہیں فرماتے، برطانیہ میں ایک موقع پر کسی نے عرض کیا۔ راقم الحروف بھی اس موقع پر موجود تھا کہ حضرت آپ تقریر نہیں فرماتے؟ آپ نے فی البدیہہ فرمایا کہ میری زبان مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جس نے مجھے سننا ہے وہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر وتقریر سنے اور پڑھے، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ ۱۹۷۴ء کے اواخر سے لے کر تادم واپسیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت وسیادت فرماتے رہے۔ اس دوران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے جو ترقی کی وہ آپ کی گراں قدر خدمات کے اعتراف کا ایک روشن باب ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ مراتب سے نوازیں اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چل کر زندگی گزارنے کی توفیق بخشیں۔ بلا شبہ اس محاذ پر آپ سے قدرت حق نے وہ کام لیا جس پر آپ کی ذات کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ (بینات، شہید رحمۃ اللہ علیہ نمبر)

قادیانیوں کے کلمہ کی حقیقت:

۱۹۸۴ء میں جب قادیانیوں کے خلاف جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے امتناع قادیانیت آرڈیننس منظور کیا تو قادیانیوں نے کلمہ طیبہ کے بیج لگا کر اس قانون کی خلاف ورزی کرنا چاہی۔ تب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان کے احتساب کا دائرہ تنگ کر دیا۔ اس کے نتیجہ میں قادیانی تحریک اس طرح دم توڑ گئی جس طرح مرزا قادیانی کے اندر سے حیاء نے ڈیرہ اٹھالیا تھا۔ اس زمانہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ نشر واشاعت کے سربراہ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اس دور میں آپ کا قلم نازی گھوڑے سے بھی زیادہ میدان سر کر رہا تھا۔ آپ نے مختصر عرصہ میں قادیانی فرقہ سے متعلق اتنا تحریر کیا کہ جب اس کو جمع کیا گیا تو ''تحفہ قادیانیت'' کی چھ ضخیم جلدیں شائع ہوگئیں۔ بلاشبہ اس وقت تک کی فقیر کی نظر میں سب سے زیادہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ردقادیانیت پر تحریر فرمایا۔ باقی حضرات میں سے کسی نے دوجلدیں، کسی نے تین۔ آپ کی چھ جلدیں جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت علیحدہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر چکی ہے۔ (چمنستانِ ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ، ج:۱، ص:۱۸۹ تا ۱۹۷، مرتب: حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ)

سید مسعود الحسن بخاریؒ کی رحلت........

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

ہمارے حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے برادر محترم سید مسعود الحسن شاہؒ تقریباً ۷۸ سال کی عمر میں انتقال فرماگئے۔ اصلاحی تعلق جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ سے رہا۔ آپ کی وفات کے بعد اپنے برادر حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ دامت برکاتہم سے متعلق ہوگئے۔ حضرت والا کے ہفتہ وار مجلس ذکر میں باقاعدگی سے شرکت فرماتے۔ مرحوم نیک سیرت انسان تھے۔ دارالعلوم فیصل آباد جس کے بانی معروف تبلیغی بزرگ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ تھے، میں تقریباً تیس سال تک طلبا کو لکھنا پڑھنا سکھایا۔ جس کی وجہ سے ہزاروں علمائے کرام نے ان سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ ان کی تمام تر تگ ودو کا تعلق اللہ تعالیٰ کی رضا سے تھا۔ یہ سب کچھ حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ، بعدازاں حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ اور حضرت شاہ صاحب کی صحبت کی وجہ سے تھا۔ چونکہ آپ کے شیخ اول کا تعلق جمعیت علمائے اسلام کے بڑوں سے تھا تو آپ بھی سیاسی طور پر جمعیت علمائے اسلام سے منسلک تھے۔ جمعیت علمائے اسلام کی سیاست کو دین کا حصہ سمجھتے تھے، لہٰذا اس سے وابستگی بھی اعلائے کلمۃ الحق کے لئے تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ والہانہ عقیدت رکھتے تھے، اس لئے بھی کہ آپ کے شیخ ثانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے امیر ہیں۔ جب بھی ملاقات ہوتی ضعف وعوارض کے باوجود انتہائی محبت وعقیدت سے پیش آتے۔ معمولی سی تکلیف ہوئی ۳۰/اپریل سہ پہر تین بجے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ دارالعلوم فیصل آباد میں پیر طریقت حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ مدظلہ کی اقتدا میں ادا کی گئی، علمائے کرام، حفاظ وقرأ اور حضرت والا کے مریدین سمیت ہزاروں افراد نے شرکت کی اور آپ کو صدیقیہ قبرستان نزد عثمانیہ مسجد میں سپرد خاک کیا گیا، آپ نے بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑیں، بیٹوں میں تین عالم دین ہیں۔ اللہ پاک آپ کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

''صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحابة''

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

حضرت مجزاۃ بن ثور سدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

''جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پا چکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق و سیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔'' (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمن رأفت پاشا مرحوم (مصر)
مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یو کے اسلامک مشن

یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے بہادر اور جیالے سپاہی جو معرکۂ قادسیہ سے ظفریاب و فتح مند ہو کر واپس لوٹے ہیں، جنگ کے گرد و غبار کو اپنے اوپر سے جھاڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید پر اظہار مسرت کر رہے ہیں، اپنے شہید ہونے والے بھائیوں کو عطا ہونے والے زبردست اجر و ثواب پر مسرور ہیں اور اگلے کسی ایسے ہی معرکہ کے لئے سراپا شوق و انتظار ہیں جو اپنے حسن و جمال اور ہیبت و جلال میں معرکہ قادسیہ کے مثل ہو۔ وہ اس بات کے منتظر ہیں کہ جہاد کے اس سلسلے کو آگے بڑھانے کے لئے امیر المومنین کا حکم آ جائے تاکہ وہ کسریٰ کی سلطنت اور ایرانی شہنشاہیت کو بیخ و بُن سے اکھاڑ کر پھینک دیں اور ان مبارک و فرخندہ فال لوگوں کو زیادہ دیر تک انتظار کی زحمت نہیں اٹھانی پڑی۔

وہ رہا امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظمؓ کا قاصد جو مدینے سے کوفہ کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ کوفہ کے گورنر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھ کر بصرہ سے آنے والی اسلامی فوج کے ساتھ مل جائیں اور دونوں فوجیں ساتھ ساتھ مل کر ''اہواز'' کی طرف پیش قدمی کریں ہرمزان کا تعاقب کر کے اس پر فیصلہ کن ضرب لگائیں اور ''تستر'' پر قبضہ کر لیں، جو تاجِ کسریٰ کا ایک درخشندہ ہیرا اور بلادِ فارس کا تابندہ موتی ہے۔

امیر المومنین حضرت فاروق اعظمؓ کی طرف سے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام جو حکم نامہ آیا ہے، اس میں اس بات کی تاکید ہے کہ وہ قبیلۂ بنو بکر کے سردار، عرب کے مشہور اور بہادر شہسوار حضرت مجزاۃ بن ثور سدوسیؓ کو ضرور اپنے ساتھ لے لیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فوج میں خلیفہ کے اس حکم کی تشہیر کرائی، اپنی فوج کی ترتیب درست کی اور اس کے میسرہ کی کمان حضرت مجزاۃ بن ثور کے سپرد کر کے آگے بڑھے اور بصرہ سے آنے والے اسلامی لشکر کے ساتھ شامل ہو گئے اور پھر دونوں فوجیں ایک ساتھ مل کر راہِ خدا میں جہاد کے لئے آگے روانہ ہو گئیں۔ یہ لوگ شہروں پر قبضہ کرتے اور قلعوں کو دشمنوں کے وجود سے پاک کرتے ہوئے مسلسل آگے بڑھتے رہے اور ہرمزان ان کے آگے بھاگتا ہوا تستر پہنچ کر قلعہ بند ہو گیا۔

تستر جس میں ہرمزان نے پناہ لی تھی، ایران کا نہایت خوبصورت شہر تھا۔ اس کی آب و ہوا نہایت خوشگوار تھی اور اس کے حفاظتی انتظامات بہت سخت، قابل اعتماد اور ناقابل تسخیر تھے۔ اس وقت وہ نہایت ترقی یافتہ اور متمدن شہر تھا، جس کے تذکرے تاریخ کے صفحات میں آج تک محفوظ ہیں۔ وہ ایک ایسی سطح مرتفع پر آباد تھا جس کی شکل گھوڑے سے مشابہ تھی۔ اس کو ایک بڑا دریا، دریائے دُجیل سیراب کرتا تھا۔ اس کے اوپر ایک فوارہ تھا جسے ایران قدیم کے نامور اور عظیم حکمراں شہنشاہ شاہ پور نے بنوایا تھا۔ دریائے دُجیل کا پانی زیر زمین سُرنگوں سے گزار کر اس فوارے تک پہنچایا جاتا تھا۔

تستر کا فوارہ اور اس کی سُرنگیں دنیا کے تعمیری عجائبات میں شمار ہوتی تھیں۔ اسے بڑے بڑے مضبوط پتھروں سے اونچا کیا گیا تھا، اس کے ستون ٹھوس لوہے کے تھے، اس کے فوارے اور اس کی سُرنگوں کو سیسہ سے پلاستر کیا گیا تھا۔

شہر تستر کے اردگرد ایک عظیم الشان بلند و بالا

فصیل تھی، جس نے پورے شہر کو اپنے احاطہ میں لے رکھا تھا۔ مورخین کہتے ہیں کہ وہ دنیا کی پہلی اور عظیم ترین فصیل ہے۔

پھر ہرمزان نے فصیل شہر کے اردگرد ایک گہری اور ناقابل عبور خندق کھدوا کر اس کے اندر ایران کی آزمودہ کار اور منتخب فوج جمع کر رکھی تھی۔ مجاہدین اسلام کے لشکر نے تستر پہنچ کر اس کے خندق کے چاروں طرف خیمہ زن ہو کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس محاصرے کو پورے اٹھارہ مہینے گزر گئے، مگر اس طویل مدت میں مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان اسی (۸۰) دفعہ معرکہ آرائی ہوئی، ہر معرکہ فریقین کے دو بہادروں کے درمیان مبارزت سے شروع ہوتا اور بعد میں گھمسان کی جنگ میں بدل جاتا۔

حضرت مجزاۃ بن ثور نے ان لڑائیوں میں ایسی غیر معمولی شجاعت و مردانگی کا مظاہرہ کیا کہ اس کو دیکھ کر دوست اور دشمن بحرِ حیرت و استعجاب میں ڈوب گئے۔ انہوں نے انفرادی جنگ میں دشمن کے ایک سو بہادروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور دشمنوں کے دلوں میں ایسی ہیبت طاری کر دی کہ ایرانی سپاہی لرزہ براندام ہو جاتے اور ان کے ان کارناموں پر مسلمانوں کے سر فخر سے اونچے ہو جاتے۔ ان کے ان کارناموں کو دیکھ کر لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ لشکر مجاہدین میں ان کی شمولیت کے کیوں اتنا زیادہ خواہشمند تھے۔

آخری جنگ میں مسلمانوں نے ایرانیوں پر ایسا زوردار حملہ کیا کہ ایرانی اس کے مقابلے کی تاب نہ لا سکے اور خندق کے اوپر بنے ہوئے پل کو مسلمانوں کے لئے خالی چھوڑ کر خود شہر کے اندر پناہ گزیں ہو گئے اور اپنے پیچھے شہر کے مضبوط قلعے کا پھاٹک بند کر لیا۔

اس صبر طویل کے بعد مسلمان اب جن حالات کا سامنا کر رہے تھے وہ پہلے سے بھی زیادہ سخت صبر آزما تھے۔ ایرانی مسلمانوں کے اوپر برجوں سے پیہم تیروں کی بارش کر رہے تھے اور وہ فصیلوں کے اوپر سے لوہے کی زنجیریں لٹکاتے جن کے سروں پر آنکس لگے ہوتے تھے، جو آگ میں تپانے کی وجہ سے سرخ انگاروں کی طرح دھک رہے ہوتے، جب کوئی مسلمان فصیل کے قریب پہنچنے یا اس پر چڑھنے کی کوشش کرتا تو ایرانی اسے انہیں دہکتے ہوئے آنکسوں میں پھنسا کر اوپر کھینچ لیتے اور اس کا جسم جل جاتا، بدن کا گوشت گر جاتا اور اس طرح اس کا کام تمام ہو جاتا۔

مسلمان سخت کرب و الم میں مبتلا تھے وہ نہایت خشوع و خضوع اور انتہائی گریہ و زاری کے ساتھ دعا مانگ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پریشانیوں کو دُور فرمائے اور دشمنوں کے خلاف ان کی مدد کرے۔

اسی اثنا میں کہ حضرت موسیٰ اشعریؓ تستر کی اس عظیم الشان فصیل کو عبور کرنے کی تدابیر پر غور کر رہے تھے اور اس سے قریب قریب مایوس ہو چکے تھے کہ اچانک ان کے سامنے ایک تیر آ کر گرا جو ان کی طرف فصیل کے اوپر سے پھینکا گیا تھا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اسے دیکھا اس میں کاغذ کا ایک پرزہ بندھا ہوا تھا، جس میں یہ پیغام تھا: ''مسلمانو! میں تم لوگوں پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے اپنی جان، اپنے مال، اپنے اہل و عیال اور اپنے متبعین کے لئے امان طلب کر رہا ہوں، اس کے بدلے میں تم لوگوں کو ایک ایسے خفیہ راستے کی نشاندہی کر دوں گا جس سے گزر کر تم لوگ شہر میں داخل ہو سکتے ہو۔''

جواب میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ایک کاغذ پر امان کی تحریر لکھی اور اسے تیر کے ذریعے واپس اس کے پاس پھینک دیا، اس شخص کو مسلمانوں کی طرف سے دیئے ہوئے امان پر پورا اطمینان ہو گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ مسلمان اپنے وعدے کے کتنے سچے اور عہد کے کتنے پکے ہوتے ہیں۔ وہ تاریکی کے پردے میں خاموشی سے ان کے پاس آیا اور حضرت موسیٰ اشعریؓ کو اپنی پوری حقیقت بتا دی۔

''ہم اس قوم کے سربرآوردہ لوگوں میں سے ہیں۔ ہرمزان نے میرے بڑے بھائی کو قتل کر کے اس کے مال و جائیداد پر قبضہ کر لیا ہے اور اس کے اہل و عیال پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے ہیں۔ وہ میرے لئے بھی اپنے سینے میں بغض و عداوت کے جذبات چھپائے ہوئے ہے۔ میں خود کو اور اپنے بال بچوں کو اس کی دست درازی سے محفوظ نہیں سمجھتا۔ اس لئے میں نے آپ لوگوں کے عدل و انصاف کو اس کے جور و ستم پر اور آپ لوگوں کے ایفائے عہد کو اس کی غداری پر ترجیح دی ہے اور میں طے کر چکا ہوں کہ آپ لوگوں کو ایک ایسے خفیہ راستے کی نشاندہی کروں گا، جس سے گزر کر آپ لوگ شہر تک پہنچ سکتے ہیں۔ آپ ایک ایسے آدمی کو میرے ساتھ کر دیجئے جو شجاعت و جرأت اور عقل و فہم سے پورے طور پر آراستہ ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بہترین تیراک بھی ہو تا کہ میں اس کی نشاندہی کر دوں۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت مجزاۃ ابن ثورؓ کو طلب فرمایا اور پوری بات ان کے گوش گزار کر کے فرمایا کہ: ''آپ اپنے قبیلے سے ایک ایسا آدمی مجھے دیجئے جو صاحبِ عقل و فہم ہونے کے علاوہ تیرنے کے فن میں بھی مہارت رکھتا ہو۔''

حضرت مجزاۃؓ نے کہا: ’’اس کے لئے میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔‘‘ ’’اگر آپ اس کے لئے تیار ہیں تو پھر ٹھیک ہے، خدا آپ کا حامی وناصر ہو۔‘‘ حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰؓ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ وہ راستے کو اچھی طرح اپنے ذہن میں مستحضر کرلیں، دروازہ کی جگہ کو خوب پہچان لیں، ہرمزان کی قیام گاہ اوراس کی شخصیت کو ٹھیک سے ذہن نشین کرلیں اور اس کے علاوہ اپنی طرف سے کوئی اور اقدام نہ کریں۔

حضرت مجزاۃ بن ثورؓ اپنی ایرانی رہبر کے ساتھ تاریکی میں روانہ ہوئے اور اس زیر زمین سرنگ میں داخل ہوئے جو دریا اور شہر کے درمیان بنائی گئی تھی۔ سرنگ کہیں کہیں اتنی کشادہ تھی کہ پانی میں کھڑے ہوکر چلنا ممکن ہوتا اور کہیں کہیں اتنی تنگ تھی کہ اس میں سے تیر کر گزرنا پڑتا، کہیں شاخ درشاخ، کہیں ٹیڑھی، میڑھی اور کہیں بالکل سیدھی تھی۔ اس طرح چلتے ہوئے وہ اس جگہ پر پہنچ گئے جہاں سے شہر میں داخل ہونے کا راستہ نکلتا تھا۔ ایرانی رہبر نے انہیں اپنے بھائی کے قاتل ہرمزان کو دکھایا اور اس کی جگہ کی بھی نشاندہی کی، جہاں وہ قیام پذیر تھا۔ جب حضرت مجزاۃؓ نے ہرمزان کو دیکھا تو ان کے جی میں آیا کہ اس کے حلق میں ایک تیر مار کر اسے ہلاک کردوں مگر فوراً ہی انہیں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی یہ نصیحت یاد آگئی کہ وہاں کوئی اور اقدام نہ کرنا۔ انہوں نے فوراً اپنی اس خواہش پر لگام لگائی اور طلوع فجر سے پہلے اسلامی کیمپ میں واپس آگئے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے تین سو ایسے جانبازوں کو تیار کیا جو شجاعت وثابت قدمی میں یکتا ہونے کے ساتھ ساتھ تیراکی میں بھی ماہر تھے۔ حضرت مجزاۃ بن ثورؓ کو ان کا قائد مقرر کیا اور انہیں رخصت کرتے وقت کچھ نصیحتیں فرمائیں اور شہر پر لشکر مجاہدین کے حملہ آور ہونے کے لئے ان کی تکبیر کو ’’شعار‘‘ قرار دیا۔

حضرت مجزاۃ بن ثورؓ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ جہاں تک ممکن ہو وہ ہلکے پھلکے کپڑے پہن لیں کہ پانی میں بھیگنے سے ان کا وزن زیادہ نہ ہو جائے اور انہیں تاکید کردی کہ اپنے ساتھ تلوار کے علاوہ دوسرا کوئی اسلحہ نہ رکھیں، انہوں نے یہ بھی تاکید کردی کہ سب لوگ اپنی اپنی تلواروں کو اپنے کپڑوں کے نیچے جسم کے ساتھ باندھ لیں، پھر ایک تہائی رات گزرنے کے بعد انہیں اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوگئے۔

حضرت مجزاۃ بن ثورؓ اور ان کے جانباز تقریباً دو گھنٹے تک اسی خطرناک سرنگ کے دشوار گزار مراحل سے نبرد آزما رہے۔ کبھی وہ ان دشواریوں پر غالب آجاتے اور کبھی وہ انہیں زیر کرلیتیں۔ جب یہ لوگ سرنگ کے اس آخری سرے پر پہنچے جو شہر میں داخل ہونے والے راستے سے متصل تھا تو حضرت مجزاۃؓ نے دیکھا کہ سرنگ ان کے دوسو بیس جانبازوں کو نگل گئی اور ان میں سے صرف (۸۰) اسی آدمی بچے ہیں۔

حضرت مجزاۃؓ اور ان کے ساتھیوں نے شہر کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی اپنی تلواریں بے نیام کرلیں اور قلعہ کے پہرہ داروں پر ٹوٹ پڑے اور چشم زدن میں انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا، پھر وہ لوگ دروازوں کی طرف جھپٹے اور انہیں کھولتے ہوئے زور سے تکبیر کی آواز بلند کی۔ دروازے کے باہر سے مسلمانوں نے ان کی تکبیروں کا جواب دیا اور صبح ہوتے ہوئے انہوں نے شہر پر ایک زوردار حملہ کردیا، پھر ان کے اور ان کے دشمنوں کے درمیان ایک ایسی ہلاکت خیز اور گھمسان کی جنگ چھڑ گئی، جس کی مثال جنگوں کی تاریخ میں بہت کم گزری ہوگی۔

دوران جنگ حضرت مجزاۃؓ کی نظر ہرمزان پر پڑی، وہ میدان جنگ میں ایک جگہ کھڑا ہوکر اپنی فوج کی کمان کررہا تھا۔ حضرت مجزاۃؓ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور تلوار لے کر جھپٹ پڑے، لیکن پھر لڑنے والوں کی بھیڑ میں وہ ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ نظر آیا۔ حضرت مجزاۃؓ تیزی سے اس کی طرف لپکے اور اس پر حملہ کردیا۔ حضرت مجزاۃؓ اور ہرمزان دونوں نے اپنی تلواروں سے ایک ساتھ ایک دوسرے پر حملہ کیا، مگر بدقسمتی سے حضرت مجزاۃؓ کا وار چوک گیا اور ہرمزان کا وار ٹھیک اپنے نشانے پر پڑا۔ حضرت مجزاۃؓ زخمی ہوکر زمین پر گر پڑے اور دولت شہادت سے ہمکنار ہوگئے۔ ان کی شہادت کی بعد بھی مسلمانوں نے لڑائی کا سلسلہ جاری رکھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح ونصرت سے نوازا اور ہرمزان گرفتار کرلیا گیا۔

امیر المومنین حضرت فاروق اعظمؓ کو اس فتح کی خوشخبری سنانے کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت اس شان سے روانہ ہوئی کہ ان کے آگے آگے ہرمزان تھا۔ اس کے سر پر اس کا ہیروں سے مرصع تاج تھا اور اس کے کندھے پر زردوزی سے مزین اس کی خوبصورت اور بیش قیمت چادر پڑی ہوئی تھی۔ اسی کے ساتھ فتح کی بشارت سنانے والے خلیفہ کے لئے ان کے جانباز اور بہادر شہسوار حضرت مجزاۃ بن ثورؓ کی شہادت کی اندوہناک خبر بھی لئے جارہے تھے۔

☆☆ .... ☆☆

قادیانی مغالطے!

بیان: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

پہلے مرزا بھی ختمِ نبوّت کا قائل تھا:

خود مرزا غلام احمد قادیانی بھی دعویٰ نبوّت سے پہلے اس کا اقرار کرتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت پر ایمان لانا فرض ہے، اس کا منکر کافر، دائرۂ اسلام سے خارج اور ملعون ہے۔ مگر جیسے ہی اس نے دعویٰ نبوّت کیا تو گرگٹ کی طرح اس نے اس چودہ سو سالہ منصوص ومتواتر عقیدہ کا یکسر انکار کردیا، چنانچہ اس نے اپنے جھوٹے دعویٰ نبوّت کو ثابت کرنے اور قادیانی اُمت کو دھوکا دینے کے لئے نبوّت کی خودساختہ قسمیں بناڈالیں۔

قادیانیوں کے نزدیک نبوّت کی قسمیں:

چنانچہ قادیانی کہتے ہیں کہ نبوّت کی تین قسمیں ہیں:

ا:۔۔۔ ایک وہ نبوّت ہے جو براہ راست اللہ تعالیٰ سے ملتی ہے، براہ راست ملنے والی نبوّت کو وہ مستقل نبوّت سے تعبیر کرتے ہیں۔

۲:۔۔۔ دوسری وہ نبوّت جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے ملتی ہے، اس نبوّت کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے ملتی ہے ظلّی نبوّت کا نام دیتے ہیں۔

۳:۔۔۔ ان کے ہاں تیسری تشریعی اور غیرتشریعی نبوّت ہے، جس کو وہ شرعی اور غیرشرعی بھی کہتے ہیں۔ دراصل ان بے وقوفوں نے اپنی خودساختہ اصطلاحات بنارکھی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مستقل نبوّت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اور جو پہلے ملا کرتی تھی وہ بند ہے، اسی طرح تشریعی نبوّت، یعنی جس میں نبی نئی شریعت لے کر آئے، وہ بھی ختم ہوچکی ہے، البتہ تیسری یعنی ظلّی و بروزی نبوّت اب بھی جاری ہے، چنانچہ قادیانی جماعت کا دوسرا سربراہ مرزا بشیرالدین محمود کہتا ہے کہ:

”میں نبوّت کی تین قسمیں مانتا ہوں:

(۱) جو شریعت والے۔

(۲) جو شریعت نہیں لاتے، لیکن ان کو نبوّت بلاواسطہ ملتی ہے، اور کام وہ پہلی ہی اُمت کا کرتے ہیں، جیسے سلیمان، زکریا، یحییٰ علیہم السلام۔

(۳) اور ایک وہ جو نہ شریعت لائے اور بلاواسطہ نبوّت ملتی ہے وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں۔“ (قولِ فیصل مرزا بشیرالدین ص:۱۴)

مگر ان قادیانیوں کی اس خودساختہ تقسیمِ نبوّت کا گورکھ دھندا صرف قادیانیوں کی مغالطہ آمیزی کی حد تک ہے، مسلمانوں کے سامنے ان کی یہ چال بازی نہیں چلتی، بلکہ وہ ”بهت الذی کفر“ کے مصداق ہر میدان میں بغلیں جھانکتے نظر آتے ہیں۔

مولانا حیاتؒ کا مرزائی مبلغ کو لاجواب کرنا:

چنانچہ ہمارے حضرت مولانا محمد حیات رحمہ اللہ تعالیٰ کا، مرزائی مبلغ اللہ دتہ جالندھری سے مناظرہ ہوا تھا، مولانا محمد حیاتؒ فرمانے لگے: ”اللہ دتیا! نبوّت دیاں کنی قسماں ہوندیاں نے؟ کہندا: جی تن (اللہ دتہ! نبوّت کی کتنی قسمیں ہیں؟ اس نے کہا: تین قسمیں ہیں:) مستقل تشریعی نبوّت، غیرمستقل تشریعی نبوّت، غیرمستقل غیرتشریعی نبوّت۔

مولانا فرمانے لگے کہ: اللہ دتہ! مناظرے کا اُصول یہ ہے کہ اگر دلیل عام اور دعویٰ خاص ہو تو یہ صحیح نہیں، مثلاً اگر تمہارا دعویٰ ہو کہ زید آیا، مگر تم کسی دلیل سے یہ ثابت کرو کہ انسان آیا ہے، تو کیا اس سے تمہارا دعویٰ ثابت ہوجائے گا؟ ظاہر ہے کہ زید کی آمد کے دعویٰ کے لئے انسان کی آمد کی دلیل سے زید کی آمد تو ثابت نہیں ہوگی ناں! کیونکہ انسان تو میں بھی ہوں اور تم بھی ہو، بھائی تمہارا یہ دعویٰ تھا کہ زید آیا تو میرے یا تمہارے آنے سے زید کا آنا تو ثابت نہ ہوا ناں! اس کو کہتے ہیں دلیل عام اور دعویٰ خاص۔

پھر فرمایا: اللہ دتہ! تم ایسا کرو کہ قرآن کریم کی کوئی آیت یا ذخیرۂ احادیث سے کوئی حدیث پڑھو، یا بزرگوں کے اقوال میں سے کوئی ایسا قول پیش کردو، جس سے یہ ثابت ہو کہ غیرتشریعی، غیرمستقل نبوّت جاری ہے۔ ظاہر ہے ایسی کوئی آیت، حدیث یا اکابر علمائے اُمت کے اقوال سے کوئی قول تو وہ پیش کرنے سے رہا۔

”یَا بَنِیْ اٰدَمَ“ سے قادیانیوں کا اجرائے نبوّت پر استدلال:

اس موقع پر مرزائی اپنے دعویٰ کی تائید میں یہ آیت پڑھتے ہیں: ”یَا بَنِیْ اٰدَمَ اِمَّا یَأْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ“ تو اللہ دتہ نے بھی حسبِ عادت یہ آیت پڑھ دی، مولانا محمد حیاتؒ نے فرمایا: اللہ دتہ! تم انصاف کرو، تمہارا یہ آیت پڑھنا صحیح ہے؟ کیونکہ اس میں تو ”رُسُلٌ“ عام ہے، یہ تو صاحبِ شریعت، صاحبِ کتاب، تشریعی، غیرتشریعی، مستقل اور غیرمستقل سب کو شامل ہے، میں تمہیں کہتا ہوں کہ دلیل میں وہ بات پیش کرو جو تمہارے اس دعویٰ کو ثابت کرے، حضرت مولانا مرحوم نے جب یہ کہا تو اللہ دتہ بیچارہ پوری طرح پھنس گیا، کیونکہ اس دعویٰ پر کوئی آیت ہوتی تو پڑھتا۔

اِجرائے نبوّت کا ڈھونگ صرف مرزا کے لئے:

خیر یہ تو مولانا محمد حیات صاحبؒ نے فرمایا تھا، البتہ میں اس پر کچھ اضافہ کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ قادیانیوں نے اجرائے نبوّت کے فلسفہ کا ڈھونگ صرف اور صرف مرزا قادیانی کے لئے رچایا ہے، ورنہ وہ بھی یہ مانتے ہیں کہ اُمت کی تیرہ صدیوں میں کوئی نبی نہیں آیا، اور جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ خود مرزا قادیانی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے ص:۳۹۱ پر لکھتا ہے کہ:

”غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امورِ غیبیہ میں، اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیا اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ اکثر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔“ (حقیقۃ الوحی، ص:۳۹۱)

اس لئے میں کہتا ہوں کہ مرزائیو! تم اس پر دلیل نہ دو کہ اب تمہارے پاس رسول آئیں گے، تم اس پر دلیل دو کہ غیرتشریعی اور غیرمستقل نبی آئیں گے، کیونکہ تمہارا دعویٰ خاص مرزا غلام احمد کے لئے ہے، لہٰذا تم اس کی دلیل پیش کرو۔

(میرے بھائیو!) اگر تم میرا یہ نکتہ سمجھ لو اور سمجھا بھی سکو تو تمہیں مناظرہ کرنا آجائے گا کیونکہ یہ بہت موٹی سی بات ہے، معمولی عقل وفہم کا آدمی بھی اس کو سمجھ سکتا ہے، تم مرزا غلام احمد کی کتاب حقیقۃ الوحی کا صفحہ یہاں سے لے جاؤ اور پیش کرکے کہو کہ تمہارے مرزے کا حقیقۃ الوحی ص:۳۹۱ پر یہ دعویٰ ہے کہ نبی کا نام پانے کے لئے صرف میں ہی مخصوص کیا گیا۔

گویا تم نے نبوّت کے جعلی ہونے کا سارا ڈھونگ مرزے کے لئے رچایا ہے، ہاں یہی مطلب ہوا ناں! نہیں تو تم ازراہ کرم قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت پڑھو جس میں لکھا ہو کہ ”غلام احمد نبی بن کے آیا“۔ رہی یہ بات کہ: ”رسول آئیں گے یا نبی آئیں گے“ اس کا تمہیں کیا فائدہ؟ تم تو خود منکر ہو، جیسا کہ مرزا نے لکھا ہے کہ:

”اس اُمت میں بڑے بڑے آدمی آئے، لیکن نبی کا نام پانے کے لئے صرف میں مخصوص کیا گیا۔“

تو مرزائیوں سے بات کرنے کے لئے ایک نکتہ تو یہ ہے، کیونکہ مرزا خود کہتا ہے کہ: ”نبی کا نام پانے کے لئے میں مخصوص کیا گیا“ لہٰذا جب بھی کوئی مرزائی ایسی کوئی بات کہے تو تم کہو کہ تم تو مرزے کی نبوّت کا دعویٰ پیش کرتے ہو، لہٰذا مرزا کی نبوّت کی دلیل لاؤ!

ایک شبہ کا جواب:

سوال:۔۔۔ قادیانی یہاں اشکال کرتے ہیں کہ یہ پہلے کا عقیدہ ہے؟

جواب:۔۔۔ان سے کہو کہ ہم حوالہ پیش کررہے ہیں حقیقۃ الوحی کا اور حقیقۃ الوحی مرزا غلام احمد نے ۱۹۰۷ء میں لکھی اور ۱۹۰۸ء میں وہ مرگیا، دراصل یہ ۱۹۰۷ء کی تصنیف ہے، جو اس نے ۱۹۰۵ء میں لکھنا شروع کی تھی، بلاشبہ یہ ۱۹۰۷ء کی تحریر ہے، اور فہرست میں بھی لکھا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب ۱۹۰۷ء کی یہ تحریر ہے اور ۱۹۰۸ء میں وہ مرگیا تو اس کا عقیدہ کب بدلا تھا؟ اگر ایسا ہے تو پھر پہلے اس کا عقیدہ کیا تھا؟ کیا اس کے علاوہ اس کا کوئی دوسرا عقیدہ تھا؟ جب تم ۱۹۰۸ء کی بات کررہے ہو تو اس کی کیا دلیل ہے؟ ٹھیک ہے ناں؟

”اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ“ سے استدلال:

اب ایک اور بات اور ایک دوسرا نکتہ

بتانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ مرزائی کہتے ہیں کہ: ’’اھدنا الصراط المستقیم (اے اللہ! ہم کو سیدھا راستہ دکھا، راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے نعمت نازل کی۔ گویا ہم کو بھی وہ نعمتیں عطا فرما جو پہلے لوگوں کو عطا کی گئیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ نعمتیں کیا تھیں؟ قرآن مجید میں ہے: یاقوم اذکروا نعمۃ اللّٰہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا۔ (مائدہ:۲۰) موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم تم اپنے خدا کی نعمت یاد کرو، جب اس نے تم میں نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا، تو ثابت ہوا کہ نبوّت اور بادشاہی دونوں نعمتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کسی قوم کو دیا کرتا ہے، خدا تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ میں دعا سکھائی ہے اور خود ہی نبوّت کو نعمت قرار دیا ہے، اور دعا کا سکھانا بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی قبولیت کا فیصلہ فرما چکا ہے لہٰذا اُمتِ محمدیہ میں نبوّت ثابت ہوئی۔‘‘ (احمدیہ پاکٹ بک، ص:۴۶۶، ۴۶۷ آخری ایڈیشن)

جواب:۔۔۔ جو لوگ مرزے کے دعویٰ نبوّت سے پہلے پیدا ہوئے ہیں، سوال یہ ہے کہ وہ صراطِ مستقیم پر تھے یا نہیں؟ پھر یہ بھی ملحوظ رہے کہ ’’اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ‘‘ کے کیا یہ معنی ہیں کہ ہر آدمی نبی بن جایا کرے؟ صراطِ مستقیم پر چلنے کی تو ہر ایک کو ضرورت ہے، پھر مرزا کہتا ہے کہ نبوّت ملنا یہ بھی دعا ہے، سوال یہ ہے کہ نبوّت دعاؤں سے ملا کرتی ہے؟

نبوّت رحمت ہے اور رحمت جاری رہنی چاہئے!

قادیانی کہتے ہیں کہ: نبوّت ایک رحمت ہے، جیسا کہ تم درود شریف میں پڑھتے ہو: ’’اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔‘‘

ترجمہ:۔۔۔’’اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آلِ محمدؐ پر جیسا کہ آپ نے رحمت فرمائی حضرت ابراہیمؑ پر اور آلِ ابراہیمؑ پر۔‘‘

یہ درود شریف سنا کر قادیانی سادہ لوح مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ: تم بتاؤ نبوّت رحمت ہے یا لعنت؟ آپ کیا کہیں گے؟ ظاہر ہے ہر مسلمان یہی کہے گا کہ نبوّت رحمت ہے لعنت نہیں، جب مسلمان کہتے ہیں کہ نبوّت رحمت ہے تو قادیانی فوراً کہتے ہیں کہ جب نبوّت رحمت ہے اور جب یہ آلِ ابراہیم میں جاری تھی تو آلِ محمد میں کیوں بند ہوگئی؟

شریعت کیوں بند ہے؟

جواب:۔۔۔اس کے دو جواب ہیں:

الزامی جواب:۔۔۔تو یہ ہے کہ تم فوراً پلٹ کر ان سے کہو کہ ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ بتلاؤ شریعت رحمت ہے یا لعنت؟ یقیناً وہ کہیں گے کہ شریعت رحمت ہے، آپ ان سے کہئے کہ یہ بتائیے کہ وہ کیوں بند ہوگئی؟ آپ اس کا جو جواب دیں گے وہی جواب ہم آپ کی خدمت میں پیش کردیں گے۔ یہ تو ہوا الزامی جواب کہ قادیانی بول ہی نہ سکیں۔ اس پہلے جواب سے اپنے مقابل کو باندھ لو، پھر ڈنڈے سے اس کی مرمت کرو، تاکہ ہاتھ پاؤں نہ ہلا سکے، گویا اس کے ہاتھ پاؤں پہلے باندھ کر اس کو لاجواب کردو، پھر مسئلہ سمجھاؤ، اب سنو!

نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا زمانہ ختم ہوا، نہ نبی کی ضرورت!

تحقیقی جواب:۔۔۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا جاری ہونا رحمت نہیں، لعنت ہے، اس لئے کہ پہلے انبیائے کرام علیہم السلام میں نبوّت جاری ہونے کا مطلب یہ تھا کہ ایک نبی کی نبوّت کا زمانہ ختم ہوا تو دوسرے کی نبوّت کا زمانہ شروع ہوگیا، لگاتار نبی آرہے تھے، ایک نبی چلا جاتا اور اس کی نبوّت کا زمانہ بھی چلا جاتا تو نیا نبی آجاتا اور اس کی نئی نبوّت کا زمانہ شروع ہوجاتا، چونکہ وہ زمانہ، زمانۂ نبوّت تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام فرمایا کہ ان میں لگاتار نبی بھیجے جائیں، کوئی وقت بھی نبیوں سے خالی نہ ہو، لیکن جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک دور آیا تو آپ کو نبوّت دے دی گئی اور آپ کی نبوّت کا زمانہ چونکہ قیامت تک ہے، اس لئے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانۂ نبوّت ختم ہوتا تو نیا نبی آتا، نہ زمانۂ نبوّت ختم ہوا اور نہ نئے نبی کی ضرورت پیش آئی اور نہ نیا نبی آیا۔

قادیانی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا زمانہ ختم کرنا چاہتے ہیں:

جب یہ بات معلوم ہوگئی تو اب سنو! کہ قادیانی گویا یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جیسے بنی اسرائیل میں پہلے نبی کا زمانہ ختم ہوجاتا تھا، اس کی نبوّت بھی ختم ہوجاتی تھی، ٹھیک اسی طرح ۔۔۔نعوذ باللہ۔۔۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نیا نبی پیش کرکے حضور کی نبوّت کا زمانہ بھی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی نبوّت کا زمانہ ختم کرنا اور نئے نبی کو پیش کرنا لعنت ہے کہ نہیں؟ یقیناً لعنت ہے! اس لئے ہمارے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئے نبی کا آنا رحمت نہیں لعنت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا زمانہ قیامت تک ہے:

اگر چاہو تو اس کو دوسرے عنوان سے یوں بھی بیان کرسکتے ہیں، وہ یہ کہ قادیانی جو اجرائے نبوّت کے قائل ہیں، یا یوں کہو ہم جو نبوّت کے بند ہونے کے اور ختمِ نبوّت کے قائل ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ موجودہ زمانہ نبوّت سے خالی ہے، بلکہ ختمِ نبوّت کا معنی یہ ہے کہ نبوّت کا ملنا ختم ہوگیا ہے، اور اب کوئی نئی نبوّت نہیں ملے گی، مگر مرزائی ختمِ نبوّت کا یہ معنی لیتے ہیں کہ اس زمانہ میں کوئی نبوّت باقی نہیں، گویا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کو بھی ختم سمجھتے ہیں، حالانکہ ہم قطعاً یہ معنی مراد نہیں لیتے، بلکہ ہماری مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت قیامت تک باقی ہے، لہٰذا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا زمانہ ختم ہوا اور نہ کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت ہے۔ جبکہ قادیانی نئی نبوّت کے آنے کا نظریہ پیش کرکے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا زمانہ ختم ہوگیا ہے، لہٰذا نئے نبی کی ضرورت ہے، گویا یہ نظریہ دے کر وہ اُمت کو اس عقیدے سے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت سے کاٹ دینا چاہتے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا زمانہ قیامت تک کے لئے ہے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت باقی ہے، تو اُمت قیامت تک دامنِ نبوّت سے وابستہ رہے گی، نہ نیا نبی آئے گا اور نہ اس اُمت کا رشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کٹے گا۔ یہ بات خود بھی سمجھو اور ہر قادیانی کو بھی سمجھاؤ، خدا کرے یہ بات ان کو سمجھ آجائے۔

قادیانی مہدی و مسیح ہے اور نہ نبی:

سوال:۔۔۔مرزائی کہتے ہیں کہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں بلکہ مہدی، امام، مصلح، مسیح موعود اور غیر تشریعی نبی مانتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:۔۔۔ قادیانی جھوٹے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں، اللہ کا شکر ہے کہ وہ خود ہی اپنے موقف سے پھر گئے، مگر الحمدللہ ہم آج تک اپنے موقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے، ایک انچ کیا، ایک بال برابر بھی نہیں ہٹے، ہمیں جو عقیدہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دے کر گئے تھے الحمدللہ! اس سے ایک بال برابر بھی نہیں ہٹے، ہم ہر حال میں حق کا اظہار کریں گے: ہم ہر حال میں حق بات کا اظہار کریں گے، منبر نہیں ہوگا تو سرِ دار کریں گے، نہ ہم کبھی بدلے ہیں اور نہ بدلنے کا ارادہ کیا ہے، الحمدللہ!

قادیانی گرگٹ کی طرح عقیدہ بدلتے ہیں:

ہاں! قادیانی گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے ہیں، چنانچہ مرزا محمود یہاں ربوہ، حال چناب نگر کے ایوانِ محمود میں بیٹھ کر کچھ کہتا، اور جب عدالت میں پیش ہوتا تو وہاں کچھ اور کہتا تھا، یہ گرگٹ کی طرح عقیدے بدلتے ہیں، کبھی مرزا کو امام کہتے ہیں، کبھی نبی کہتے ہیں، کبھی مسیح کہتے ہیں، کبھی مہدی کہتے ہیں، اور کبھی چوں چوں کا مربہ کہتے ہیں، سچ ہے کہ واقعی مرزا چوں چوں کا مربہ ہی تھا، یعنی کچھ بھی نہیں تھا بلکہ فراڈ ہی فراڈ تھا، میرے بھائی! ان کا عقیدے بدلنا، ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے، الحمدللہ! ہم نے اپنا موقف اور عقیدہ کبھی نہیں بدلا، ہماری تاریخ کو پورے چودہ سو سال گزر چکے ہیں، اور اب پندرہویں صدی شروع ہوگئی ہے اور اس کے بھی کئی سال گزر چکے ہیں، گویا ہم چودہ سو سال پورے کرچکے ہیں، مگر الحمدللہ! جو پہلے دن ہمارا عقیدہ تھا وہی آج بھی ہے اور آپ مجھ سے وہی چودہ سو سال پرانا عقیدہ سن رہے ہیں، اس میں ہم نے کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ ترمیم کی ہے اور نہ کریں گے۔ ہمارا یہی عقیدہ ہے اور اِن شاء اللہ! قیامت تک یہی رہے گا۔

میں کہتا ہوں کہ اگر قادیانی مرزا کو نبی نہیں مانتے تو ان سے کہو کہ پھر یہ نبوّت کے جاری ہونے کا عقیدہ کیوں مانتے ہو؟

جس طرح نئی شریعت آنا بند ہے، نئی نبوّت کا دروازہ بھی بند ہے:

ہاں! تو میں عرض کر رہا تھا کہ مرزائیوں سے پوچھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شریعت آسکتی ہے؟ یعنی شریعتِ محمدیہ کے بعد نئی شریعت آسکتی ہے؟ اس پر مرزائی کہیں گے: نہیں! نئی شریعت نہیں آسکتی، تو پھر ان سے پوچھو کہ کیوں نہیں آسکتی؟ ہمیں بھی تو سمجھاؤ نا! آخر کچھ ہمارے پلے بھی تو پڑے! تمہارے بقول اگر نیا نبی آسکتا ہے تو نئی شریعت کیوں نہیں آسکتی؟ اس پر قادیانی یہی کہیں گے کہ جی یہ شریعت تو قیامت تک کے لئے بھیجی گئی ہے، جب وہ یہ کہیں تو ان سے کہو کہ جس طرح آپ کی شریعت قیامت تک کے لئے ہے، اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ

وسلم کی نبوّت بھی قیامت تک کے لئے ہے، اس پر قادیانی کہیں گے کہ چونکہ آپ کی شریعت کامل و مکمل ہے اس لئے اس میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہیں۔ اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ جس طرح آپ کی شریعت کامل و مکمل ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت بھی کامل و مکمل ہے، اس میں بھی کسی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہیں، شریعتِ محمدیہ کے آخری اور ختم نہ ہونے کی جو وجہ تم بیان کرو گے وہی وجہ ہم بیان کریں گے، یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کے ختم نہ ہونے اور آپ کے بعد دوسرے نبی کے نہ آنے کی۔ اور یہی معنی ہیں ختمِ نبوّت کے، قادیانی کہتے ہیں کہ اُمت نبوّت سے محروم ہوگئی ہے اور نبوّت رحمت ہے، اور اُمت اس رحمت سے محروم ہوگئی اور اُمت کو محروم کیوں رکھا گیا؟ ہم کہتے ہیں اللہ کے فضل سے اُمت محروم نہیں ہوئی بلکہ قیامت تک کے لئے اُمت سب سے اعلیٰ ترین اور افضل ترین نبوّت سے مستفید ہو رہی ہے، اور اس کے زیر سایہ ہے، جب سیّد الاولین والآخرین کی نبوّت باقی ہے تو اُمت محروم کیسے ہوگئی؟ ہاں! البتہ تم اجرائے نبوّت کے ملعون فلسفہ کے ذریعہ ایک ایک بالشت کے نبی کھڑے کرکے اُمت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ رحمت وعاطفت سے محروم کرنا چاہتے ہو۔

یہ میں نے قادیانیوں کے چند مغالطے ذکر کردیئے ہیں، میرا بھائی! اس کو سمجھو اور ٹھیک سے سمجھو اور یہ بھی یاد رکھو کہ قادیانیوں کا کوئی ایسا مغالطہ نہیں جس کو آپ عقل اور دانائی کے ساتھ نہ سمجھ سکیں۔ (تحفۂ قادیانیت، ج:۴، ص:۳۳۳)

انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

مولانا مفتی سیّد احمد شاہ کوٹ کی رحلت

مولانا عبداللطیف انور شاہ کوٹی جالندھر سے مہاجر تھے۔ جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے دورۂ حدیث شریف تک تعلیم حاصل کی۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انورؒ سے اصلاحی تعلق رہا اور انہیں کی نسبت سے اپنے نام کے ساتھ انورؒ کا تخلص رکھا۔ حضرت میاں محمد اجمل قادری مدظلہ سے مجاز ہوئے۔ آپ کی شادی بھوابن مری کے مشہور زمانہ قاری مولانا قاری غلام محمد جالندھریؒ کے گھر ہوئی۔ اس نیک بخت خاتون سے اللہ پاک نے آپ کو نرینہ اولاد اور بچیوں سے سرفراز فرمایا۔ آپ کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے مولانا مفتی سیّد احمد تھے، انہوں نے قرآن پاک اپنے ماموں قاری محمد طیب بھوابن مری سے حفظ کیا۔ جبکہ ثانویہ عامہ، ثانویہ خاصہ کی کلاسیں جامعہ امدادیہ فیصل آباد میں پڑھیں۔ عالیہ جامعہ فاروقیہ سیالکوٹ سے، عالمیہ دورہ حدیث شریف جامعہ فاروقیہ کراچی سے ۱۹۹۴ء میں کیا۔ جہاں آپ کو صدر وفاق شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ جیسی عظیم محدث سے احادیث نبویہ پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ دورۂ تفسیر امام اہلِ سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ سے پڑھا، جبکہ تخصص فی الفقہ والافتاء گوجرانوالہ کے نامور مفتی بلکہ استاذ المفتیین حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ گورمانیؒ سے کیا اور اپنے والد گرامی کی نگرانی میں ان کے قائم کردہ ادارہ جامعہ اشرفیہ کا نظام سنبھال لیا۔ مرحوم اپنے والد محترم کی طرح عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے بلا رورعایت اور بلاخوف لومۃ لائم ڈٹ کر اپنے علاقہ میں مبلغین ختم نبوت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم، مولانا فضل الرحمٰن منگلا کی یکے بعد دیگرے سرپرستی اور بھرپور تعاون فرماتے رہے۔ راقم کو بھی کئی مرتبہ ان کے ہاں حاضری اور بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ موصوف نے بھی والد محترم کی طرح خانقاہ شیرانوالہ لاہور سے اصلاحی تعلق قائم کیا اور حضرت میاں محمد اجمل قادری مدظلہ سے مجاز بھی ہوئے۔ سیاسی طور پر جمعیت علمائے اسلام سے تعلق رہا اور جمعیت بھی وہ جس کے امیر وسربراہ حضرت میاں محمد اجمل قادری رہے۔ میاں صاحب، حضرت مولانا سمیع الحقؒ کے ساتھ تھے تو مفتی سیّد احمد کا تعلق بھی مولانا سمیع الحقؒ کی جمعیت سے رہا۔ میاں صاحب نے مرکزی جمعیت بنائی تو اس میں چلے گئے اور اگر میاں صاحب نے قادری گروپ کے نام سے جمعیت بنائی تو اس میں شامل ہوگئے، غرضیکہ اپنے پیر کے ساتھ رہے۔ جب تک والد محترم رہے، تو ان کی نگرانی میں مسجد و مدرسہ اشرفیہ کا نظم سنبھالے رکھا تاآنکہ ۲۰/اکتوبر ۲۰۱۵ء کو والد محترم مولانا عبداللطیف انورؒ کا انتقال ہوا، تو جامعہ کا نظم ونسق، اہتمام وانصرام ان کے سپرد کردیا گیا۔ والد محترم کی جوانی کے دور میں جامعہ واقعتاً جامعہ تھا۔ درجۂ کتب کے منتہی درجات میں بھی کافی درجات ہوتے تھے۔ مولانا عبداللطیف انورؒ بیمار رہنے لگے اور درجہ کتب کے قابل استاذ شیعہ وسنی تناظر میں شہید کردیئے گئے تو درجہ کتب گھٹنا شروع ہوگیا۔ اب صرف حفظ و ناظرہ قرآن کی ایک دو کلاسیں تھیں۔ مولانا سیّد احمد جگر کے مرض میں مبتلا ہوگئے۔ علاج معالجہ بھی جاری رہا تاآنکہ وقت موعود آن پہنچا اور آپ نے یکم فروری ۲۰۲۳ء کو انتقال فرمایا۔ آپ کی نماز جنازہ خانقاہ شیرانوالہ کے میاں عرفان الحق کی امامت میں ادا کی گئی، جبکہ دوسری مرتبہ آپ کے فرزند ارجمند اور جانشین مولانا سکندر عثمان نے جنازہ گاہ میں پڑھائی اور انہیں نہر والے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ واعف عنہ وعافہ۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

بہاولپور میں خطبہ جمعہ: عرصہ دراز سے رمضان المبارک کا پہلا جمعہ ماڈل ٹاؤن کی جامع مسجد ابوبکر صدیق میں ہوتا ہے۔ جس کا سنگ بنیاد حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ اور معروف تبلیغی بزرگ مولانا محمد احمد انصاریؒ نے رکھا۔ مسجد کی تعمیر وتزئین، جماعتوں کی دیکھ بھال اوران کے آرام وراحت کا خیال شیخ حفیظ الرحمٰن مدظلہ کرتے ہیں۔ موصوف بھی معروف تبلیغی راہنما ہیں۔ ان کی مساعی جمیلہ سے مذکورہ بالا مسجد شہر کی مرکزی مسجد شمار ہوتی ہے، اس سال ۲؍رمضان المبارک کا جمعہ کا خطبہ راقم نے ”عقیدہ ختم نبوت اور مسلمانانِ پاکستان کی ذمہ داری“ کے عنوان پر راقم نے دیا۔ رات قیام و آرام دفتر ختم نبوت ماڈل ٹاؤن میں رہا۔

جامع مسجد رحمانیہ نیو ملتان: مسجد کی بنیاد ۱۹۸۱ء میں امام القراء حضرت قاری رحیم بخشؒ نے رکھی اور مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن کی بنیاد جامعہ خیرالمدارس ملتان کے شیخ الحدیث اور نامور محدث حضرت علامہ محمد شریف کشمیریؒ نے رکھی۔ حضرت قاری رحیم بخشؒ کے نامور شاگرد رشید حضرت مولانا قاری عبدالحمیدؒ مہتمم و متولی قرار پائے اور قاری صاحب نے اپنے استاذ محترم کے ذوق اور طرز کے مطابق قرآن پاک کی خدمت شروع کی۔ سینکڑوں سے زائد بچوں کو صحیح قرآن پاک پڑھنا سکھایا اور یہ سلسلہ ۲۰۰۷ء تک ان کی وفات تک جاری رہا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند اکبر مولانا قاری شمس الدین مدظلہ آپ کے جانشین، مدرسہ کے مہتمم، مسجد کے متولی، خطیب، امام مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ پہلے فالج کا اٹیک ہوا۔ اب الحمدللہ! پہلے سے بہتر ہیں، بایاں ہاتھ ابھی کام نہیں کر رہا۔ راقم کی حضرت قاری عبدالحمیدؒ کی زندگی میں رحمانیہ مسجد میں حاضری، جمعۃ المبارک کا خطبہ اور کبھی کبھار درس کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

مولانا محمد وسیم اسلم سلمہ ملتان میں مجلس کے مبلغ کی حیثیت سے تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کی مساعی جمیلہ سے ۲۶؍مارچ عصر کی نماز کے بعد مختصر بیان ہوا۔ جامعہ کے بانی مولانا قاری عبدالحمیدؒ، نامور کاتب جناب عبدالغفار شادؒ جن کا ایک عرصہ تک طوطی بولتا رہا، وہ بھی جامع مسجد رحمانیہ کے اپنی عمر کے آخری دور میں مستقل نمازی تھے اور مجلس کے مخلصین میں سے تھے ان حضرات کے لئے مغفرت کی دعا کی گئی۔

جامعہ قاسم العلوم ملتان میں حاضری: جامعہ قاسم العلوم کے بانی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ملتانیؒ تھے۔ ایک زمانہ تھا کہ قاسم العلوم کا طوطی بولتا تھا۔ فاضل دیوبند حضرت مولانا عبدالخالقؒ بانی دارالعلوم کبیر والا شیخ الحدیث تھے۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا مفتی علی محمدؒ، مولانا مفتی محمد عبداللہ ملتانیؒ، مولانا عبدالقادرؒ جیسے نامور علمائے کرام اساتذۂ حدیث تھے۔ ہمارے استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، امام الملوک والسلاطین مولانا عبدالقادر آزادؒ خطیب بادشاہی مسجد لاہور، معروف پُرسوز خطیب مولانا قاری محمد حنیف ملتانیؒ اور دیگر بے شمار علمائے کرام نے اسی جامعہ سے فیوض وبرکات حاصل کیں۔

مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا فیض احمدؒ، مولانا عبدالبر محمد قاسمؒ مسند اہتمام پر فائز رہے۔ اس وقت وزیر پوسٹل اور ہائیویز مولانا مفتی اسعد محمود سلمہ مہتمم ہیں، جبکہ موقع پر مولانا حبیب الرحمٰن اکبر، مولانا مفتی محمد عامر نظم سنبھالے ہوئے ہیں۔ ۲۷؍مارچ ظہر کی نماز کے بعد جامعہ میں مختصر بیان ہوا۔

جامع مسجد سعدیہ، نیو ملتان: جامعہ کا سنگ بنیاد مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عبدالستارؒ استاذ الاساتذہ جامعہ خیرالمدارس ملتان نے ۱۹۸۸ء میں رکھا۔ مولانا قاری محمد شفیع میواتیؒ بانیوں میں سے تھے، انہوں نے مسجد کی امامت و خطابت کو سنبھالے رکھا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا قاری عبدالخالق مدظلہ مسجد کی امامت وخطابت اور مدرسہ کا اہتمام سنبھالے ہوئے ہیں۔ مسجد سے ملحق بنات کا مدرسہ قائم ہے جو ۲۰۰۰ء سے کام کر رہا ہے۔ طالبات تقریباً اڑھائی سو کی تعداد میں ہیں۔ جن میں مسافر ۸۰ ہیں جبکہ باقی مقامی ہیں، جو پڑھ کر چلی جاتی ہیں، ۱۱۶ساتذۂ کرام اور خواتین استانیاں خدمات

سرانجام دے رہی ہیں۔ ۲۷/مارچ مغرب کی نماز کے بعد بیان ہوا۔

حضرت الشیخ کی خدمت میں: سیدی و مرشدی حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم ایک عرصہ سے گردوں کے ڈائیلاسز میں ہیں۔ نیز حضرت والا اپنے شیخ اول مرشد العلماء، قدوۃ السالکین حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ، مرشد ثانی حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کی طرز پر ہر سال دورۂ تفسیر پڑھاتے ہیں۔ راقم بھی ہر سال دوتین روز کے لئے جامعہ میں حاضری دیتا ہے۔ دورۂ تفسیر کے شرکاء کو قادیانیت کے دجل و فریب سے آگاہ کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت والا کے علیل ہونے کی وجہ سے جامعہ کے اساتذۂ کرام اور حضرت کے خلفاء مولانا مفتی محمد قاسم، مولانا محمد طیب تدریس کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ دو سبق یومیہ ہوتے ہیں، مولانا محمد طیب مدظلہ ظہر سے عصر تک اور مولانا مفتی محمد قاسم مدظلہ رات گیارہ سے دو بجے تک خدمت قرآن کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ راقم ۲۹، ۳۰/مارچ کو دو روز کے لئے حاضر ہوا۔ ۲۹/ مارچ رات سوا گیارہ سے سوا بارہ بجے تک قادیانیوں کے امت مسلمہ سے بنیادی مسائل عقیدہ ختم نبوت کے مقابلہ میں ”اجرائے نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں وفات عیسیٰ علیہ السلام، جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے کردار و کریکٹر اور کذبات“ پر شرکائے دورہ سے گزارشات کیں۔

۳۰/مارچ کو صبح دس بجے سے گیارہ بجے تک حضرت والا سے نشست ہوئی۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا ذکر خیر شروع ہوا تو حضرت والا نے فرمایا: ۱۹۷۱ء میں ہم جامعہ خیرالمدارس ملتان میں تکمیل کر رہے تھے کہ مولانا جالندھریؒ کی وفات کا سانحہ پیش آیا تو مجلس نے دفتر مرکزیہ میں تعزیتی پروگرام رکھا، جس میں کئی ایک علمائے کرام نے خطاب فرمایا۔ دو حضرات کی تقاریر بہت کامیاب ہوئیں۔ مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ جو ملک کے نامور صاحبِ طرز خطیب تھے۔ دوسرے مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، ابھی مفتی صاحبؒ کی وہ شہرت نہیں تھی..... تو حضرت والا نے فرمایا کہ مفتی صاحبؒ نے ایک واقعہ سنایا کہ میں امیر شریعتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ باتوں باتوں میں میں نے کہا کہ شاہ جیؒ مولانا جالندھریؒ آپ سے بڑے خطیب ہیں، شاہ جیؒ نے فرمایا: کیسے؟ مفتی صاحب نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ آپ کو لوگ اس لئے بھی سنتے ہیں کہ آپ سیّد ہیں جبکہ مولانا جالندھریؒ کو یہ اعزاز حاصل نہیں۔ آپ قرآن پڑھتے ہیں تو اس طرح محسوس ہوتا ہے کہ قرآن ابھی لوح محفوظ سے اتر رہا ہے جبکہ مولانا کبھی کبھار کوئی ایک آدھ آیت پڑھ لیتے ہیں وہ بھی سادہ انداز میں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسین و جمیل اور وجیہہ چہرہ عطا فرمایا ہے جبکہ مولانا واجبی حسن رکھتے ہیں۔ آپ شعر پڑھتے ہیں تو شعراء جھوم اٹھتے ہیں، جبکہ مولانا سرے سے شعر نہیں پڑھتے، اس کے باوجود لوگ آپ کو بھی گھنٹوں سنتے ہیں اور مولانا جالندھریؒ کو بھی تو معلوم ہوا کہ مولانا جالندھریؒ بڑے خطیب ہیں۔

راقم نے کہا کہ حضرت! ہم نے تو یہ سے سنا ہے کہ مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ جب میں شاہ جیؒ

پیر جی انیس الرحمٰن چیچہ وطنی کی وفات

ابوحنیفۂ دوراں، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خلیفہ حضرت حافظ صالح محمدؒ رائے پور گجرات انڈیا کو اللہ پاک نے دو فرزندان گرامی سے سرفراز فرمایا۔ حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ المعروف حضرت گیارہ والے، دوسرے فرزند ارجمند حضرت مولانا عبداللطیف المعروف پیر جیؒ تھے۔ موخرالذکر کے فرزندانِ گرامی میں پیر جی عبدالقدیر تھے، ان کے فرزند ارجمند پیر جی حافظ انیس الرحمٰن تقریباً ۷۸ سال کی عمر میں ۱۰/اپریل ۲۰۲۳ء اڑھائی بجے سہ پہر انتقال فرماگئے۔ آپ نے اپنے جدامجد پیر جی مولانا عبداللطیف رائے پوریؒ کے قائم کردہ مدرسہ تجوید القرآن کو سنبھالا ہوا تھا۔ ایک عرصہ سے مثانے کے کینسر میں مبتلا چلے آرہے تھے کہ وقت موعود آن پہنچا اور آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ اپنے جدامجد کی طرح جمعیت علمائے اسلام سے وابستہ تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ بھی محبت وعقیدت کا رشتہ قائم تھا۔ مجلس کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی سلمہ جو ایک عرصہ چیچہ وطنی میں ساہیوال و پاکپتن کے اضلاع کے مبلغ رہے، ان سے قریبی تعلق رہا۔ راقم الحروف کو بھی کئی مرتبہ ان کی میزبانی میں بیان وقیام کا موقع ملا۔ ان کی نماز جنازہ رائے علی نواز اسٹیڈیم میں ان کے برادر عزیز مولانا حفظ الرحمٰن پیر جی کی امامت میں ادا کی گئی، جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی اور انہیں بیگم شہناز کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا، انہوں نے پسماندگان میں بیوہ کی علاوہ چار بیٹے سوگوار چھوڑے۔ اللہ پاک ان کے چھوڑے ہوئے ادارہ مدرسہ تجوید القرآن، دیگر مساجد و مدارس کو قیامت تک آباد و شاداب رکھیں اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ آمین یاالٰہ العالمین۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

کی خدمت میں حاضر ہوتا تو شاہ جیؒ فرماتے لو بھائی! مفتی محمود آ گیا ہے۔ یہ تو مجھے خطیب ہی نہیں مانتا۔ کہتا ہے کہ مولانا جالندھریؒ بڑے خطیب ہیں، حضرت شاہ صاحب مدظلہ سے یہ مجلس تقریباً ایک گھنٹہ رہی۔ جامعہ میں شرکائے دورۂ تفسیر سے دوسرے دن ظہر کی نماز کے بعد تقریباً آدھ گھنٹہ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت ''فضلتُ علی الانبیاءِ بِست'' سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ خصوصیات پر بیان ہوا۔ افطاری بھی حضرت والا کے ساتھ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

خطبہ جمعہ: رمضان المبارک دوسرا جمعہ ۳۱/مارچ کو مرکزی جامع مسجد کپڑا بازار گوجرہ میں تھا۔ گوجرہ کی یہ جامع مسجد بھی بہت قدیمی مسجد ہے۔ قیامِ پاکستان کے زمانہ میں اس کی تعمیر ہوئی، جبکہ تعمیر جدید ۱۹۹۲ء میں ہوئی۔ دو سال پنجاب کے معروف خطیب حضرت مولانا محمد سلیمان طارقؒ امامت وخطابت کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ ان کے بعد آپ کے بھتیجے مولانا محمد اسلم چشتی صابریؒ تقریباً ۳۵ سال تک امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مولانا محمد اسلمؒ جہاں مرکزی مسجد کے خطیب تھے، وہاں آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر بھی تھے۔ آپ نے ان سالوں میں اپنی تحصیل میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا قاضی اللہ یار خانؒ، مولانا خدابخش شجاع آبادیؒ، مولانا اللہ وسایا مدظلہ کو بلوا کر تحصیل بھر کے چکوک میں بیانات کروائے اور یہ سلسلہ آپ کی وفات ۱۶/ جنوری ۲۰۱۷ء تک جاری رہا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا اسعد مدنی مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر بنائے گئے۔ نیز آپ مرکزی جامع مسجد کے ۹ سال سے خطیب چلے آ رہے ہیں، آپ کے حکم اور مجلس ٹوبہ کے امیر مولانا سعد اللہ لدھیانوی سلمہ، مولانا ارشاد احمد مبلغ کی تجویز پر راقم نے ۳۱/مارچ کا خطبہ دیا۔ قبل ازیں مجلس چناب نگر کے روح رواں مولانا غلام مصطفیٰؒ رمضان المبارک کا دوسرا جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے رہے۔ گزشتہ سال ۲۰۲۲ء کو ان کا انتقال ہوا تو جمعہ پر بیان کی سعادت راقم کو نصیب ہوئی۔

مرکزی جامع مسجد کامونکی: جامع مسجد کے بانی فاضل دیوبند مولانا حافظ عبدالشکورؒ تھے، اس کی بنیاد قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۷ء میں رکھی گئی، تکمیل ۱۹۵۰ء میں ہوئی۔ مولانا حافظ عبدالشکورؒ نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ مالی طور پر بھی سپورٹ کی، چنانچہ جب مجلس عمل کے راہنما مولانا حافظ عبدالشکور، مولانا لطیف احمد چشتی گرفتار کر لئے گئے اور جمع شدہ سرمایہ دس ہزار سات سو روپے ضبط کر لئے گئے۔ مولانا حافظ عبدالشکورؒ کی وفات ۷/فروری ۱۹۸۱ء کے بعد مرکزی مسجد میں مولانا محمد سلیمان طارقؒ، مولانا محمد یوسف رحمانیؒ لودھراں، مولانا عبیدالرحمٰن ضیاءؒ کمالیہ، مولانا شفیق الرحمٰن سیالؒ، مولانا محمد اسماعیل محمدیؒ جھنگ، مولانا عبدالرؤف فاروقی مدظلہ لاہور، مولانا گل محمد توحیدی مدظلہ شکرگڑھ، مولانا عبدالغفور حقانی خانیوال خطیب رہے، اس وقت مولانا عبدالواحد رسول نگری خطابت، مولانا یاسر الطاف امامت اور رانا ذوالفقار علی صدر کمیٹی کی حیثیت سے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ موخرالذکر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر بھی ہیں۔ راقم ہر سال رمضان المبارک میں حاضری دیتا ہے۔ امسال ۱۰/رمضان المبارک یکم اپریل صبح کی نماز سے پہلے راقم کا عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان ہوا۔ مسجد سے ملحق مدرسہ بھی ہے۔ حضرت حافظ احمد دین مدظلہ ایک عرصہ مسجد میں امامت اور مدرسہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

جامعہ قاسمیہ قاسم ٹاؤن گوجرانوالہ: جامعہ کے بانی مولانا گلزار احمد قاسمیؒ تھے۔ آپ نے ۱۹۷۴ء میں ایک ایکڑ زمین خرید کر کے ادارہ شروع کیا، جبکہ سنگ بنیاد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ، امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ نے رکھا۔ ادارہ کا باقاعدہ آغاز ۱۹۷۹ء مطابق ۲/صفرالمظفر ۱۴۰۰ھ میں ہوا۔ اس وقت ادارہ کے زیر انتظام چودہ مدارس، تیرہ مساجد کا سلسلہ جاری ہے۔ قاری گلزار احمد متحرک

ABS ESTD 1880 سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH Brothers Sonara
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell: 0301-2352363

انسان تھے، انہوں نے جیل میں قیدیوں اور ہسپتال میں مریضوں کوکھانا دینا شروع کیا۔

تنویر چوک کھوکھر کے رحمۃ للعالمین ٹرسٹ ہسپتال کے لئے پونے پانچ ایکڑ زمین خریدی، جس کی تعمیر کا آغاز کیا ہی تھا کہ ۱۲/اکتوبر ۲۰۲۱ء کو بلاوا آ گیا اور عالم فانی سے عالم باقی کو سدھار گئے، آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزندارجمند مولانا حامد گلزار احمد جانشین مقرر کئے گئے، آپ نے اپنے والد محترم کے شروع کئے ہوئے منصوبے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ قاسم ٹاؤن میں واقع مرکزی ادارہ میں ۳۵۰ بچیاں زیرتعلیم ہیں۔ دورۂ حدیث شریف تک تعلیم ہوتی ہے۔

جامعہ کے زیراہتمام اداروں میں ۱۵۰۰ سے زائد طلباء اور طالبات زیرتعلیم ہیں، عملہ سمیت ۱۵۶ اساتذہ و معلمات خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ قاری گلزار احمد قاسمیؒ کے چار بیٹے ہیں اور چاروں عالم ہیں، مولانا مفتی محمود احمد قاسمی نائب مہتمم ہیں۔ مولانا مفتی محمد شاہد اداروں کے نظم ونسق میں معاون ہیں۔ علامہ جواد محمود قاسمی وفاق المدارس العربیہ درجہ حفظ گوجرانوالہ کے مسئول ہیں۔

۲/اپریل ظہر کی نماز کے بعد راقم کا بیان ہوا۔ بیان کے بعد مولانا قاری حامد گلزار قاسمی مدظلہ نے زیرتعمیر ''رحمۃ للعالمین ٹرسٹ ہسپتال'' کا وزٹ کرایا۔ زیرتعمیر ہسپتال دیکھ کر بانیٔ ادارہ کی قبر پر حاضری اور فاتحہ خوانی کی۔ اللہ پاک حضرت قاری صاحبؒ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور ان کے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں اور ان کے فرزندان گرامی کو آپس میں اتحاد واتفاق کے ساتھ خدمات سرانجام دینے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

جامعہ عثمانیہ پونڈانوالہ کی افطاری میں شرکت: جامعہ عثمانیہ پونڈانوالہ کے بانی قاری عبدالقدوس عابدؒ تھے، جوفنافی الجمعیۃ تھے۔ انہوں نے ۱۹۶۹ میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ اور مولانا محمد عبداللہ بھکر سے ادارہ کا سنگ بنیاد رکھوایا۔

۲۰۰۸ء تک ادارہ کی آبیاری کرتے رہے۔ ۲/دسمبر ۲۰۰۸ء کو وفات پائی تو ان کے فرزندارجمند صاحبزادہ فضل الرحمٰن سلمہ نے نظام سنبھالا، والد محترم کی طرح جمعیت علمائے اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ ہر سال جمعیت اور مجلس کے زعماء کو افطاری کراتے ہیں۔ مولانا محمد عارف شامی سلمہ کی معیت میں ان کی افطاری میں ۲/اپریل کو شرکت کی، بانی ادارہ اور معاونین کی مغفرت کی دعا کی گئی۔ ۳/اپریل کی صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد قبا واپڈا ٹاؤن گوجرانوالہ میں بیان ہوا۔

حافظ گلزار احمد کے پروگرام میں شرکت: حافظ گلزار احمد آزاد متحرک وفعال عالم دین ہیں، ۲۰۰۱ء سے رمضان المبارک کے پہلے روزہ سے لے کر پچیسویں روزہ تک یومیہ تقریباً پون گھنٹہ یا گھنٹہ مختلف دیوبندی جماعتوں کے راہنماؤں کو بلاکر بیان کراتے ہیں، ایک عرصہ تک کسی کوٹھی کے لان میں بیان کراتے رہے، اب اپنی جامع مسجد ختم نبوت ابوبکر ٹاؤن میں کئی سالوں سے بیانات کرا رہے ہیں۔ راقم بھی کئی سالوں سے ان کے پروگراموں میں شریک ہورہا ہے۔ امسال بارھویں روزہ مطابق ۳/اپریل کو ''تحریک ختم نبوت میں علمائے کرام کا کردار'' کے عنوان سے راقم کا پون گھنٹہ سے زائد بیان ہوا۔ جامع مسجد ختم نبوت کی تعمیر جدید کا ابوبکر ٹاؤن میں ۲۰۱۷ء کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ مولانا زاہدالراشدی اور مفتی محمد داؤد نے سنگ بنیاد رکھا۔ یہاں مولانا خالد حسین مجددی، مولانا برکت علی خطیب رہے۔ ۱۹۷۰ء سے حافظ گلزار احمد خطیب چلے آرہے ہیں، مسجد کی تعمیر جدید بھی آپ کے دور میں ہوئی۔ تقسیم سے پہلے برکت رام نے ایک تھڑا اپنی عبادت کے لئے بنایا، مہاجرین نے اسی تھڑے پر نمازیں شروع کیں، بعد میں مسجد بنائی گئی۔ اس وقت مسجد خوبصورت تین منزلہ ہے۔ مولانا حافظ گلزار احمد امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ پروگرام مقامی تنظیم جمعیت اہل السنت والجماعۃ گوجرانوالہ کے زیراہتمام منعقد ہوتے ہیں،

ABDULLAH SATTAR DINA
& Sons Jewellers
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silvers, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phone :32514972, 32531133

انتظام مولانا گلزار احمد آزاد فرماتے ہیں۔

جامع مسجد مولانا سرفراز خان صفدرؒ گکھڑ منڈی: امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ پون صدی پہلے گکھڑمنڈی میں تشریف لائے، جو کسی زمانہ میں شرک وبدعات کا گڑھ تھا۔ مولانا کی مساعی جمیلہ سے توحید وسنت کی ایسی جاگ لگی کہ علاقہ کے بھاگ جاگ گئے۔ آپ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے شیخ الحدیث اور دسیوں کتابوں کے محقق مصنف تھے۔ ان کی تصنیفات اور ان میں حوالہ جات کو بڑے سے بڑا مخالف محقق نہیں جھٹلا سکا۔ انہیں خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت بھی نصیب ہوئی، اور وہ بھی ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ملتان سینٹرل جیل میں جس کا تذکرہ آپ نے اپنی کتابوں میں بھی کیا ہے۔ راقم نے ایک حاضری میں حضرت سے بالمشافہ سنا۔ اللہ پاک نے آپ کو سات آٹھ بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔ مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالقدوس خان قارن، سمیت تمام بیٹوں کو دینی تعلیم دی اور ان کی ایسی تربیت فرمائی کہ ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ ہیرا ہے۔ آپ کے ایک فرزند ارجمند مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہ بھی محقق اور کتابی عالم ہیں، آپ کے ایک فرزند ارجمند مولانا حماد الزہراوی مدظلہ اس مسجد کی خطیب ہیں۔ ۳/اپریل کو حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم تاریخی مسجد میں عصر کی نماز کے بعد بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔

مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ: موصوف فقیر منش عالم دین ہیں، جامع محمدیہ چوبرجی لاہور میں شیخ الحدیث اور جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ میں استاذ الحدیث ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر بھی ہیں۔ ہر سال جامعہ محمدیہ چوبرجی میں علمائے کرام اور طلبہ کو صرف ونحو کا دورہ کراتے ہیں، امسال بھی ان کے دورہ میں دوسو سے زائد علمائے کرام اور طلبہ زیر تربیت ہیں، آپ کا یہ دورہ جہاں صرف ونحو کی اصطلاحات کی تعلیم و تربیت کے لئے ہوتا ہے۔ وہاں تصوف اور نفسی اصلاح کے لئے بھی اکسیر کا کام دیتا ہے۔ آپ جذب و وجد میں ڈوب کر پڑھاتے ہیں۔

۴/اپریل ظہر کی نماز سے پہلے دورہ میں شریک سینکڑوں علمائے کرام اور طلبہ سے ”عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟“ کے عنوان پر بیان کیا۔

جامعہ صدیقیہ میں بیان: جامعہ صدیقیہ گلشن راوی لاہور کے بانی مولانا قاری عبدالقیومؒ تھے۔ آپ کو اللہ پاک نے تجوید وقرأت کے فن سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا، بنیادی طور پر یہ ادارہ بھی تجوید وقرأت کا ادارہ ہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند گرامی قاری محمد اسلم مدظلہ ادارہ کے مدیر منتظم ہیں۔ نیز مولانا قاری حبیب الرحمٰن جامع مسجد کے امام وخطیب ہیں۔ قاری عبدالرشید اس ادارہ کے قدیمی اساتذۂ کرام میں سے ہیں۔ قاری عبدالقیومؒ کا مجلس احرار اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ قریبی تعلق رہا ہے۔ راقم بھی ۱۹۹۰ء سے ادارہ میں حاضر ہورہا ہے۔ چنانچہ ۴/ اپریل کو مذکورہ بالا شخصیات کے ہاں افطاری اور مغرب کی نماز کے بعد بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔

جامع مسجد الفیصل: جیا موسیٰ لاہور میں مناظر اسلام مولانا محمد اسماعیل محمدیؒ خطیب رہے۔ اب ان کے بھائی مولانا محمد ابراہیم محمدی سلمہ خطیب ہیں، ۶/اپریل عصر کی نماز کے بعد مختصر بیان ہوا۔

جامع مسجد محمدیہ جیا موسیٰ لاہور: جامع مسجد کے بانیوں میں حافظ محمد ابوبکرؒ تھے، جن کا ۲۰۲۲ء میں انتقال ہوا۔ جامع مسجد کا نظم ان کے فرزندان گرامی حافظ عبدالماجد، حافظ عبدالصمد اور حافظ محمد قاسم چلا رہے ہیں۔ حافظ محمد ابوبکرؒ سے چالیس سال سے زائد یاد اللہ وابستہ تھی۔ رمضان المبارک میں ہر سال بیان کا موقع ملتا رہا ہے۔ امسال بھی ۶/اپریل مغرب کی نماز کے بعد بیان کا موقع ملا۔

شورکوٹ کینٹ میں خطبہ جمعہ: ڈاکٹر محمد شفیق ہومیوپیتھک ڈاکٹر ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ اصلاحی تعلق خانقاہ سراجیہ سے ہے۔ مجلس کے لئے دامے، درمے، سخنے، قدمے کوشاں رہتے ہیں، اللہ پاک ان کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔

ہر سال رمضان المبارک کے ایک جمعہ کی راقم سے فرمائش کرتے ہیں۔ رمضان المبارک کے تیسرا جمعہ کا انہوں نے جامع مسجد دارالقرآن میں بیان کا اہتمام کیا۔ مسجد سے ملحق حفظ کی معیاری درسگاہ ہے درسگاہ کے مہتمم و انچارج مولانا قاری سلیم اللہ یاسین ہیں۔ جو استاذ القراء حضرت قاری محمد یاسین صاحب دامت برکاتہم کے شاگرد رشید ہیں۔ استاذ محترم والا ذوق رکھتے ہیں، مہمان خانہ صاف ستھرا اور خوبصورت ہے۔ درسگاہ میں کثیر تعداد میں طلبا کرام زیر تعلیم ہیں۔ راقم نے پونے ایک بجے سے ایک بجکر بیس منٹ تک عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان کیا۔

رعایتی قیمت مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

رعایتی قیمت	مصنف	نام کتاب	نمبر شمار
400	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	1
300	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	رئیس قادیان	2
300	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	ائمہ تلبیس	3
1200	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	4
700	جناب محمد متین خالد صاحب	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (2 جلدیں)	5
2500	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	تحریک ختم نبوت (10 جلد مکمل سیٹ)	6
1000	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ (تین جلدیں)	7
5100	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	محاسبہ قادیانیت۔ جلد نمبر 1 تا 20 (مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے)	8
1000	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	9
300	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	10
1200	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (5 جلدیں) مکمل سیٹ	11
200	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	آئینہ قادیانیت	12
130	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	13
150	جناب محمد متین خالد صاحب	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	14
150	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	سیرت حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	15
200	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	تذکرہ مجاہدینِ ختم نبوت	16
400	مولانا محمد بلال ،مولانا محمد یوسف ماما	خطبات شاہین ختم نبوت (دو جلدیں)	17
150	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	18
400	رسائل اکابرین	مجموعہ رسائل (رد قادیانیت) (دو جلدیں)	19
120	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ ،مولانا قاضی احسان احمد	قادیانیت کا تعاقب	20
250	مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	ختم نبوت کورس	21

نوٹ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ